اصلاح معاشرہ اور تزکیۂ احوال پر ایک خوبصورت کتاب



گناہوں کا انجام



تصنیفِ لطیف

ابو العطیٰ حضرت مولانا مفتی محمد عبد السلام امجدی برکاتی

متھلا بہاری نگر پالیکا، تاراپٹی، دھنوشا (نیپال)

جنرل سکریٹری مسلم بورڈ نیپال (قطریونٹ)

ناشر

کنز الایمان فاؤنڈیشن تاراپٹی مشرقی محلہ ضلع دھنوشہ جنکپور (نیپال)

اصلاح معاشرہ اور تزکیہ احوال پر ایک خوبصورت کتاب بنام

گناہوں کا انجام

مؤلف

ابوالعطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی

تاراپٹی، دھنوشا (نیپال)

استاذ جامعہ غوثیہ غریب نواز کھجرانہ، اندور (ایم پی)

ناشر

کنزالایمان فاؤنڈیشن، تاراپٹی، ضلع دھنوشہ، جنکپور (نیپال)

نام کتاب: گناہوں کا انجام

مؤلف: ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی (تاراپٹی، دھنوشا، نیپال)

استاذ جامعہ غوثیہ غریب نواز کھجرانہ، اندور (ایم پی)

نظر ثانی: ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی

(تاراپٹی، دھنوشا، نیپال)

سنہ تالیف: 2023ء

سنہ اشاعت: مارچ 2024ء (برقی)

سیٹنگ: مفتی محمد کلام الدین نعمانی امجدی مصباحی (دوحہ قطر)

ناشر: کنز الایمان فاؤنڈیشن، تاراپٹی، ضلع دھنوشہ، جنکپور (نیپال)

{ملنے کے پتے}

خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)

www.barkatussunnah.com

فہرست مشمولات

نوٹ:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اور آپ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔

www.barkatussunnah.com

اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کر سکتے ہیں۔ نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ بعد معائنہ وتحقیق کتابیں اپ لوڈ کر دی جائیں گی۔ واٹساپ نمبر 0097431402499

آغاز کتاب:

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الرحمٰن الحنان والصلوٰة والسلام علی من حبه بناء الاسلام وروح الایمان۔ وآله وصحبه الذین هم عملوا واعتصموا بما فی السنن والقرآن۔

دنیا اور اس کی عیش وعشرت، رنگ برنگیاں، یہ بلند و بالا خوبصورت بنگلے، دولت و ثروت سب فانی ہیں۔ جو لوگ ان چیزوں سے لطف اندوز ہونے میں مصروف ہیں، موت اور آخرت سے غافل، رب کے حضور کھڑے ہونے اور حساب و کتاب کے دن سے بے پرواہ ہیں وہ خسارے میں ہیں۔ انہیں اس غفلت و بے حسی کا احساس اس وقت ہوگا جب میدان محشر خالی ہاتھ اور گناہوں سے آلودہ دامن کے ساتھ رب کے حضور کھڑے ہوں گے، جس دن نہ ہی کوئی دوست اور نہ ہی کوئی یار و مددگار ہوگا جو یاوری کے لئے آگے آئے گا۔ حسرت و افسوس سے یہ تمنائیں کریں گے کہ کاش ہم نے دنیا میں نیک اعمال کئے ہوتا، خداوند قدوس کی پرستش و بندگی کی ہوتی، اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کی اقتدا کی ہوتی، قران مجید کی تلاوت کی ہوتی، صدقات و خیرات کئے ہوتے، اسلام اور اس کے اصول وضوابط کو سینے سے لگائے ہوتے تو آج اس ندامت و شرمندگی اور تکلیف دہ عذاب سے دو چار نہیں ہونا پڑتا۔ مگر اب حسرت و افسوس اور یہ تمنائیں بے کار ثابت ہوں گی۔ اس لئے ابھی وقت ہے ہم اپنے دامن نیکیوں سے بھر سکتے ہیں، اپنی عاقبت بہتر بنانے کی سعی کر سکتے ہیں۔ جو موقع ہمیں

ابھی اللہ رب العزت کی طرف سے ملا اسے غنیمت جاننا چاہئے اور موت سے پہلے یہ ضروری ہے کہ آخرت کی بھلائی کے لیئے خود کو زیور ایمان وصالح اعمال سے آراستہ کر لیں۔ دنیا کی آرائش وزیبائش اور فانی لطف ولذت کے دام فریب میں نہ پڑیں۔

پانچ نعمتوں کی قدر و قیمت:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو:

(۱) بڑھاپے سے پہلے جوانی کو

(۲) بیماری سے پہلے تندرستی کو

(۳) محتاجی سے پہلے تونگری کو

(۴) مصروفیت سے پہلے فراغت کو اور

(۵) موت سے پہلے زندگی کو''۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۵ کتاب الزھد)

نیز داعی حق عزوجل پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں'' دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں، اور اسی کا مال ہے جس کے پاس مال نہیں ہوتا۔ اور جس کے پاس عقل وفہم نہیں ہوتی وہی اس کی خاطر ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔ اس کے لئے آپس میں وہی عداوت کرتا ہے جو بے علم ہوتا ہے، جس کے پاس سمجھ بوجھ نہیں ہوتی وہی اس پر حسد کرتا ہے اور وہی شخص اس کی کوشش کرتا ہے جس کو اس کا یقین نہ ہو۔

(احمد بن حنبل ج ۶ ص ۷۱)

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ دنیا کی محبت دل سے ایمان کی چاشنی کو نکال دیتی ہے۔ (تنبیہ المغترین ص ۲۳۲)

اور حضرت یحیٰی بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا شیطان لعین کی دکان ہے لہٰذا اس کی دکان سے کچھ مت چراؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تیری تلاش میں آئے اور تجھے پکڑ لے۔

(تنبیہ المغترین ص ۲۳۲)

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''دنیا کافروں کے لئے جنت اور مومنوں کے لئے قید خانہ ہے''۔

(مسلم، مشکوٰۃ)

لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ کفار و مشرکین کی عیش و مستی پر رشک نہ کریں بلکہ اپنے خالق و مالک کی اطاعت و رضا جوئی میں رہیں اور اس انعام و اکرام اور باقی رہنے والی نعمتوں کی فکر میں رہیں جن کا وعدہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کیا ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو جنت کا خواہشمند ہو اس کو چاہئے کہ نیکیوں کی طرف سبقت کرے، جس کو آتش جہنم کا خوف ہو اس کو چاہئے کہ شہوتوں سے دور رہے اور جو موت سے ڈرتا ہو اسے دنیاوی لذتوں سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہئے اور دنیا سے جو شخص رغبت نہیں رکھتا ہے اس کے لئے مصائب کچھ نہیں ہیں۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۵۱)

جنتی اور دوزخی سے اللہ تعالیٰ کا خطاب:

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں داخل کر دے گا تو فرمائے گا اے جنتیو! تم دنیا میں کتنے سال ٹھہرے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھر تو تم بہت اچھے رہے۔ تم نے ایک آدھ دن میں میری رحمت، میری رضا اور جنت کو حاصل کر لئے، اب اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے دوزخیو! تم دنیا میں کتنا عرصہ ٹھہرے؟ وہ کہیں گے ایک آدھ دن۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم بہت برے لوگ ہو، تم نے ایک آدھ دن میں مجھے ناراض کر کے جہنم خرید لیا اب اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو''۔ (درمنثور ج ۶ ص ۱۲۱، اسد الغابہ ج ۱ ص ۱۸۷)

حضرت عمر بن عبد العزیز کی نصیحتیں:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے آخری خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! تمہیں فضول اور عبث نہیں پیدا کیا گیا اور نہ تمہیں یونہی بے مقصد چھوڑا گیا، تمہارے لئے ایک وعدے کا دن مقرر ہے، جس میں اللہ تعالیٰ بذات خود فیصلے کرنے اور حکم فرمانے کے لئے نازل ہوگا۔ وہ بندہ بے مراد، ناکام اور بد بخت ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کردیا اور ایسی جنت سے محروم کردیا جس کا عرض آسمانوں اور زمین کی مثل ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کل وہی عذاب سے محفوظ رہے گا، جو آج اس دن سے ڈرا، فانی کو باقی پر، قلیل کو کثیر پر اور خوف کو امان پر قربان کردیا۔ کیا تم ملاحظہ نہیں کرتے کہ تم ہلاک ہونے والوں کے صلبوں میں ہو۔ اسی طرح تمہارے مرنے کے بعد اور تمہاری جگہ لے لیں گے، یہاں تک کہ وہ وقت آجائے گا جب تم سب خیر الوارثین کی طرف لوٹ جاؤ گے۔ پھر تم ہر روز صبح وشام اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والے کے جنازے میں شریک ہوتے ہو جو وفات پا گیا اور اپنے مقررہ وقت کو پہونچ گیا۔ تم اسے زمین کے ایک گڑھے میں دفن کرکے بغیر تکئے اور بستر کے چھوڑ دیتے ہو۔ یہ دوستوں سے جدا ہوگیا اور مٹی کے ساتھ مل گیا اور حساب وکتاب کا سامنا کیا اب یہ اپنے عمل کے ساتھ پابند ہے۔ اس چیز سے بے نیاز ہے جو اس نے چھوڑی اور اس چیز کا محتاج ہے جو اس نے آگے بھیجی۔ اس لئے اللہ کے بندو! عہد و پیمان ختم ہوجانے اور موت کے آنے سے پہلے اللہ سے ڈرو۔ پھر آپ چادر کے ایک کنارے کو منہ پر رکھ کر رونے لگے اور سب حاضرین بھی رودئے۔

(ابن کثیر ج ۵ ص ۵۰۱)

قیامت کا منظر اور دوزخ کا عذاب:

جو لوگ کفر وشرک کرتے ہیں، فسق وفجور اور بدعملیوں میں اپنے شب وروز گزار رہے ہیں، شریعت کے احکام کو چھوڑ کر شریعت کے منع کردہ اور حرام کردہ کاموں میں

مبتلاء ہیں وہی قیامت کی ہولنا کیوں اور دوزخ کے سخت سے سخت عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے ،جس عذاب کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب قیامت کا دن ہوگا اور اس یقینی دن میں سب مخلوق ایک میدان میں اکٹھا ہوگی تو ایک کالا سائبان ان پر چھا جائے گا ، وہ اتنا کالا ہوگا کہ لوگ ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکیں گے ۔ سب لوگ اپنے اپنے پیروں پر کھڑے ہوں گے ، ان کے اور اللہ تعالی کے درمیان کا فاصلہ ستر سال کی مسافت ہوگا ۔ لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ اچانک اللہ تبارک وتعالی فرشتوں پر تجلی فرمائے گا ۔ اس وقت اللہ تعالی کے نور سے تمام تاریکی دور ہو جائے گی ، وہ نور تمام مخلوق کا احاطہ کر لے گا ۔ فرشتے اپنے رب کی تسبیح وتحمید میں عرش کے گرداگرد طواف میں مشغول ہو جائیں گے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اثنا میں تمام مخلوق صف بستہ کھڑے ہوگی ۔ ہر امت ایک (مخصوص) جگہ میں ہوگی ، اسی وقت صحیفے اور میزان لائی جائے گی ۔ یہ میزان ایک فرشتہ کے ہاتھ پر معلق ہوگا اور کبھی ایک پلڑے کو اٹھائے گا اور کبھی جھکا دے گا ۔ اعمال نامے اس میں رکھے جائیں گے ۔ اسی حالت میں جنت کا پردہ اٹھایا جائے گا اور پھر جنت قریب لائی جائے گی ، پھر بھی اس کا فاصلہ اہل ایمان سے پانچ سو برس کی راہ ہوگا ۔ جنت سے ایک ہوا چلے گی جس کی خوشبو ایمان والے مشک کی طرح محسوس کریں گے ۔

پھر دوزخ کے اوپر سے پردہ اٹھایا جائے گا ، دوزخ کی بدبودار ہوا اس کے دھوئیں سے آلودہ ہوگی ، مجرم اس کی بدبو محسوس کریں گے حالانکہ ان کے اور دوزخ کے درمیان پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا ۔ پھر دوزخ کو بڑی بڑی زنجیروں سے کھینچ کر (قریب) لایا جائے گا ، اس پر انیس (اور ایک روایت میں ستر ہزار) فرشتے مؤکل ہوں گے ، ہر مؤکل کے مددگار ستر ہزار فرشتے ہوں گے ، تمام مؤکل اور ان کے مددگار

فرشتے دوزخ کے دائیں بائیں اور پیچھے چلتے ہوئے اس کو گھیرے میں لئے ہوئے کھینچ کر لائیں گے۔ ہر فرشتے کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہوگا، جس کی ضرب سے دوزخ چیخ اٹھے گا۔ دوزخ کی آوازیں گدھے کی پہلی اور آخری آواز کی طرح انتہائی ناپسند ہوں گی۔ دوزخ میں مصیبتیں ہوں گی، تاریکی ہوگی، بدبودار دھواں ہوگا اور شور ہوگا۔ دوزخ دوزخیوں پر غضبناک ہوگا اور شدت غضب کے باعث اس سے شعلے اٹھیں گے۔ فرشتے دوزخ کو کھینچتے ہوئے جنت اور محشر کے درمیان نصب کر دیں گے۔ اس وقت آنکھ اٹھا کر ساری مخلوق کو دیکھے گا پھر ان پر حملہ آور ہوگا تاکہ سب مومنوں اور دوزخیوں کو نگل لے۔ مگر داروغہ دوزخ (مالک) اور اس پر مامور فرشتے اس کو زنجیروں سے روکے رکھیں گے۔ دوزخ جب دیکھے گا کہ اس کو باندھ لیا گیا تو اس میں سخت جوش آئے گا اور غضب کی شدت کی وجہ سے قریب ہوگا کہ وہ پھٹ جائے۔ پھر وہ دوبارہ دھاڑے گا، تمام مخلوق اس کے دانت پیسنے کی آواز سنے گی، مخلوق کے دل دہل جائیں گے اور دھڑک سینوں سے نکلیں گے، لوگوں کے ہوش اڑ جائیں گے، آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی اور دل سینوں سے تڑپ کر حلق تک آ جائیں گے۔ (غنیۃ الطالبین)

یہ ہے قیامت اور عذاب دوزخ کی ہولناکیوں کا مختصر بیان جس کے مستحقین کفار و مشرکین ہمیشہ اور فساق و فجور اور ہر مرتکب کبائر مسلمان ایک مدت معلومہ تک ہوں گے، مگر معلوم نہیں اس معینہ مدت کی مقدار کیا ہوگی اس کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ اللہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ اس لئے ہمیں اور تمام مسلمان بھائیوں کو چاہئے کہ اللہ رب العزت کی عبادت و بندگی کریں، اس کا ذکر، تسبیح و تہلیل، تکبیر و تقدیس کریں، اللہ عز وجل اور اس کے پیارے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع اور فرماں برداری کریں، برے اعمال مثلاً جھوٹ، غیبت، چغلی، رشوت، زنا، چوری، حسد، کینہ، بغض، عداوت، بہتان یتیموں کی حق تلفی، پڑوسیوں کی دل آزاری، والدین کی نافرمانی، ظلم و

ستم اور لہوولعب سے بچیں اور احکام شریعت پر عمل کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب اور دوزخیوں کے احوال:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے تو چہرۂ انور ہماری طرف کر کے فرماتے'' آج رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ تو اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا اسے بیان کرتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ فرماتے جو اللہ تعالیٰ چاہتا۔ چنانچہ اسی طرح آپ نے ہم سے پوچھا، ہم نے عرض کی نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' آج رات میں نے دو افراد کو دیکھا جو میرے پاس آئے اور مجھے مقدس زمین کی طرف لے گئے، میں نے دیکھا:

(۱) ایک شخص بیٹھا ہے اور ایک شخص ہاتھ میں لوہے کا زنبور لئے کھڑا ہے جس سے اس کا جبڑا چیرتا ہے یہاں تک کہ اس کی گدی تک چیر دیتا ہے، پھر اس کا دوسرا جبڑا چیرتا ہے، اتنی دیر میں پہلا جبڑا ٹھیک ہو جاتا ہے، اس طرح وہ مسلسل دونوں جبڑوں کو چیرتا رہتا ہے، میں نے کہا یہ کیا ہے؟ وہ بولے چلئے۔

(۲) پھر ہم ایسے شخص پر پہنچے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہے اور ایک شخص پتھر سے اس کا سر کچل رہا ہے، وہ جب اسے مارتا ہے تو پتھر لڑھک جاتا ہے، جب وہ پتھر لینے جاتا ہے تو اس کے آنے تک اس کا سر پہلے کی طرح ٹھیک ہو جاتا ہے، اور وہ پھر پتھر اس کے سر پر مارتا ہے۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ وہ بولے چلئے۔

(۳) پھر ہم ایک سوراخ تک پہنچے جو تنور کی طرح اوپر سے تنگ اور اندر سے کشادہ تھا، اس میں جب آگ بھڑکتی تو کچھ لوگ آگ کے شعلوں پر اوپر آ جاتے یہاں تک کہ تنور کے منہ تک پہنچ جاتے۔ پھر آگ جب نیچے ہوتی تو وہ بھی نیچے چلے جاتے، یہ ننگے مرد اور عورتیں تھیں میں نے کہا یہ کیا ہے؟ وہ بولے چلئے۔

(۴) پھر ہم ایک خون کی نہر پر پہنچے جس کے کنارے ایک آدمی بہت سے پتھر

لئے کھڑا ہے اور ایک آدمی نہر کے بیچ میں ہے، وہ جب نکلنے کی کوشش کرتا تو یہ شخص اس کے منہ پر پتھر مارتا تو وہ پھر واپس لوٹ جاتا۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ وہ بولے چلئے۔

(۵) پھر ہم ایک سبز باغ تک پہنچے جس میں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کی جڑ میں ایک بوڑھا بزرگ اور کچھ بچے تھے۔ ایک شخص درخت کے قریب آگ روشن کر رہا تھا۔ وہ مجھے درخت تک لے گئے اور مجھے اس گھر میں داخل کیا جو درخت کے نیچے تھا، اس سے اچھا مکان میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ اس میں کچھ بوڑھے، جوان، عورتیں اور بچے تھے۔

(۶) پھر وہ مجھے وہاں سے لے گئے اور درخت کی جڑ کے پاس ایسے گھر میں داخل کئے جو پہلے والے گھر سے بھی اچھا اور بہتر تھا، اس میں بوڑھے اور جوان تھے۔

میں نے ان دونوں افراد سے کہا ''تم نے مجھے آج رات جو کچھ دکھایا اس کے بارے میں بتاؤ؟ انہوں نے جواب دیا:

(۱) وہ شخص جسے آپ نے دیکھا کہ اس کا جبڑا چیرا جا رہا ہے یہ وہ جھوٹا ہے جو جھوٹی باتیں ہر جگہ پھیلاتا ہے۔ اسے یہ عذاب قیامت تک ہوتا رہے گا۔

(۲) اور جس شخص کو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا ہے یہ وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن سکھایا اور وہ ہر رات غفلت کی نیند سویا اور دن میں اس کے احکام پر عمل نہ کیا، اسے یہ عذاب قیامت تک ہوتا رہے گا۔

(۳) اور جن لوگوں کو آپ نے آگ کے تنور میں دیکھا وہ بدکار لوگ ہیں۔

(۴) اور جسے آپ نے خون کی نہر میں دیکھا وہ سود خور ہے۔

(۵) اور وہ بوڑھے بزرگ جنہیں آپ نے درخت کی جڑ میں دیکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے ارد گرد والے بچے لوگوں کی (بچپن میں فوت شدہ) اولاد ہیں اور وہ جو آگ جلا رہے تھے دوزخ کے داروغہ مالک ہیں۔

(۶)اور پہلا گھر جس میں آپ گئے وہ عام جنتی مسلمانوں کا گھر اور یہ گھر شہیدوں کا گھر ہے، میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔(بخاری ج ۱ ص ۱۸۵)

اس حدیث مبارک میں اجمالاً ان اعمال کا ذکر ہے جن کے سبب انسان عقاب و عتاب کا مستحق ہوتا ہے جن کی تفصیل ان شاء اللہ ہم آیات واحادیث کی روشنی میں بیان کریں گے۔لیکن سر دست اس حدیث سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہئے جو برے کاموں اور گناہوں کے دلدل میں پڑے ہوئے ہیں،اب تو ان کی نگاہوں سے پردہ اٹھ جانا چاہئے اور برے اعمال سے توبہ کرکے اپنی بہتر عاقبت کے لئے کمر بستہ ہوجانا چاہئے اور وہی کریں جس میں اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی رضاوخوشنودی ہو۔

کافر کی حالت قبر میں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کافر کواس کی قبر میں رکھا جاتا ہے وہ اپنا جہنم کا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے تو کہتا ہے میرے رب مجھے واپس لوٹا دے میں توبہ کرلوں گا اور نیک اعمال بجالاؤں گا۔اسے جواب ملتا ہے کہ جس قدر عمر تیرے لئے مقدر تھی وہ تو گذار چکا۔پھراس کی قبر تنگ ہوکر اس پر مل جاتی ہے اوراس کی حالت سانپ کے کاٹے ہوئے شخص کی سی ہوتی ہے اور کیڑے مکوڑے،سانپ اور بچھواس پر چڑھ دوڑتے ہیں۔

(درمنثور ج۶ ص ۱۱۴)

کسی دانا کا قول ہے کہ وعظ کے ساتھ اپنے دل کو زندہ کرو،تفکر کے ساتھ اسے منور کرو،زہد کے ساتھ اسے ماردو،یقین کے ساتھ قوی بناؤ،موت کے ساتھ اسے ذلیل کرو،فنا کے ذریعہ اسے مستعدرکھو،دنیاوی مصائب وآلام سے اس کی آنکھیں کھول دو،زمانہ کے دست برد سے اسے مشتبہ کرو،گردش زمانہ کا خوف دلاتے رہو،گذشتہ واقعات سے اسے عبرت دلاتے رہو،اور گذشتہ اقوام کے عبرت ناک انجام کا تذکرہ اس سے

کرتے رہو۔

(ابن کثیر ج۵ ص۴۳۸)

جہنم میں لے جانے والے عمل آیات کی روشنی میں :

اب اس لمبی تمہید کے بعد قرآن مقدس اور حضور اکرم شفیع امم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان آیا ت واحادیث کا ہم بالتفصیل بیان کرتے ہیں جن میں وہ عملیں مذکور ہیں جو گناہ اور نافرمانیوں میں شمار ہوتے ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محتشم علیہ الصلاۃ والسلام نے منع فرمایا، جن کے باعث انسان رب کے قہر وغضب کا مستحق اور دوزخ کے عذابوں، عقابوں اور اس کی ہولنا کیوں میں داخل ہوجاتا ہے۔ جن سے چھٹکارا نہیں ملتا یا سزا بھگتنے کے بعد رہائی حاصل ہوگی اور یہ سزا ہمارے بدعملیوں، حکم عدولیوں اور نافرمانیوں کی پاداش میں ملے گی۔

میرے عزیز سنی بھائیو! آپ دوزخ میں لیجانے والے ان اعمال سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد ان سے دور رہیں اور جنتیوں سا عمل کریں اور جو لوگ گناہ و کفر میں مبتلا ہیں ان سے دور و نفور رہیں تا کہ آپ اللہ رب العزت کے عذاب وقہر سے بچیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

آیت: (۱) لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى (النجم ۳۱)

ترجمہ: تا کہ برے کام کرنے والوں کو ان کی سزا ملے۔ اور نیکی کرنے والوں کو اچھا بدلہ دے۔

آیت: (۲) فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ. وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ. (الزلزال ۷۔۶)

ترجمہ: سو جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کی (جزا) پائے گا۔اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا۔

آیت: (۳) بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ ۸۱)

ترجمہ: کیوں نہیں! جنھوں نے برا کام کیا اوران کی برائی نے ان کو گھیر لیا وہ جہنمی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ (طویل مدت تک) رہیں گے۔

آیت: (۴) مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۔ (النساء ۱۲۳۔۱۲۴)

ترجمہ: جو عمل کرے گا برے اسے سزا ملے گی اس کی، اور نہ پائے گا اپنے لئے کوئی دوست اور نہ مددگار اللہ کے سوا۔اور جس نے عمل کئے اچھے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو سو وہی لوگ داخل ہوں گے جنت میں اور ظلم نہ کئے جائیں گے تل بھر۔

وضاحت: ان آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص نیک عمل کرے گا اسے اس کا بہتر بدلہ دیا جائے گا، اس پر ظلم نہیں ہوگا۔یعنی اس کی نیکیوں میں سے کچھ کمی نہیں کی جائے گی، بلکہ اسے پورا پورا اجر دیا جائے گا، اگرچہ وہ نیکی رائی کے دانہ کے برابر کیوں نہ ہو۔اور اگر کوئی برا عمل کرے گا تو اسے اس کی سزا ملے گی۔آخری آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سرکار دو عالم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص بھی کوئی عمل کرے گا اسے اس کی سزا ملے گی؟ آپ نے فرمایا، ہاں! جو شخص بھی کوئی برا عمل کرے گا اسے اس کی سزا ملے گی یہ بات ٹھیک ہے لیکن اس کے مقابلہ میں جو ایک نیکی کرے گا اسے

دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ تو افسوس ہے اس شخص پر جس کی برائیاں اس کی نیکیوں پر غالب آجائیں۔ (تفسیر طبری ج ۵ ص ۲۹۲)

آیت : (۵) وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ-اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَیُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا یَقْتَرِفُوْنَ (الانعام ۱۲۰)

ترجمہ: اور چھوڑ دو ظاہری گناہ کو اور چھپے ہوئے کو بیشک جو کماتے ہیں گناہ جلدی ہی سزا دی جائے گی انہیں جس کا وہ ارتکاب کیا کرتے تھے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خفیہ اور اعلانیہ گناہ ترک کردو۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ گناہ ہے جس کے کرنے کی اس نے نیت کی ہو۔ (تفسیر طبری ص ۱۴)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مخفی اور اعلانیہ اور قلیل و کثیر گناہ مراد ہے۔ حضرت سدی رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ ظاہری گناہ سے مراد ان رنڈیوں اور فاحشہ عورتوں سے زنا کرنا ہے جنہوں نے بطور علامت اپنے گھروں کے اوپر جھنڈے لگا رکھے تھے۔ اور باطنی گناہ سے ان عورتوں کے ساتھ چوری چھپکے زنا کرنا ہے جن کے ساتھ خفیہ تعلقات ہوں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ آیت عام ہے، ساری تو ضیحات اس میں شامل ہیں۔ کسی کی تخصیص نہیں خواہ ظاہری گناہ ہو یا باطنی ان سب کا بدلہ ملے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ہر طرح کے گناہ کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے اور ارشاد فرمایا کہ جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے تو جو شخص وہ کام کرے گا اور گناہوں کا ارتکاب کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان برے کاموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت میں سزا دی جائے گی۔ تو بندۂ مومن کو چاہئے کہ چھوٹے،

بڑے، اعلانیہ اور پوشیدہ ہر طرح کے گناہوں سے باز رہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنی زندگی گذارے اور جو گناہ کر لئے ہیں ان گناہوں سے سچی توبہ کر لے کہ اس آیت مبارکہ میں توبہ کرنے کی ترغیب بھی دی جارہی ہے اور گناہ کے کام سے بچنے کا حکم ونصیحت بھی۔ مگر افسوس کہ کچھ لوگ اس امید پر گناہوں ملوث رہتے ہیں کہ توبہ کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے، گناہ کر کے توبہ کر لیں گے۔ جو لوگ ایسی فکر اپنے ذہن و دماغ میں پالے ہوئے ہیں اور توبہ کی امید پر گناہ کرتے رہتے ہیں وہ لوگ سخت نادانی میں مبتلا ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

''بے شک سب گناہ گار مشیت کے خطرے میں ہیں بلکہ اطاعت گزار بھی نہیں جانتے کہ ان کا خاتمہ کیسا ہوگا تو اے گناہگارو! تم دھوکے میں مت رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہر گناہگار کو حاصل نہ ہوگی اور نہ ہی تمہیں یہ معلوم ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جنہیں معاف کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے۔

(روح البیان، الانعام، تحت الآیۃ: ۱۲۰، ۳/ ۹۴ بحوالہ تفسیر صراط الجنان)

امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

''جو انسان یہ آس لگائے بیٹھا ہے کہ میں مومن ہوں اور اللہ تعالیٰ مومنوں کے گناہ معاف کر دے گا تو اسے یہ تصور کرنا چاہئے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف نہ کرے اور یہ بھی ممکن ہے کہ جب انسان اطاعت نہ کرے تو اس کا ایمانی درخت کمزور و ناتواں ہو جائے اور نزع کے وقت موت کی سختیوں کے تند جھونکوں سے اکھڑ جائے کیونکہ ایمان ایک ایسا درخت ہے جس کی پرورش عبادت کے پانی سے ہوتی ہے اور جب اسے یہ پانی نہ ملا اور اس نے قوت نہ پکڑی تو اس کے اکھڑ جانے کے خطرات ہر وقت اس پر منڈلاتے رہیں گے۔ اگر وہ اپنا ایمان سلامت لے گیا تو یہ بھی امکان ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے عذاب میں مبتلاء کر

دے، لہٰذا اس آسرے میں بیٹھے رہنا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے گا بہت بڑی حماقت ہے اور اِس شخص کی مثال اُس آدمی کی طرح ہے جو اپنے مال واسباب کو تباہ کر کے اور بال بچوں کو بھوکا چھوڑ کر یہ خیال کرے کہ شاید ویرانے میں خزانہ مل جائے یا اس شخص کی مثال اُس آدمی کی طرح ہے جو کسی ایسے شہر میں رہ رہا ہو جسے لوٹا جا رہا ہو اور وہ اپنے خزانے اس امید پر نہ چھپائے کہ ہوسکتا ہے جب لوٹنے والا ہمارے گھر میں آئے تو وہ آتے ہی مر جائے گا یا اندھا ہو جائے گا یا وہ میرے گھر کو دیکھ نہ سکے گا، یہ سب باتیں اگرچہ ممکن ہیں لیکن ان پر اعتماد کرنا اور احتیاط سے ہاتھ اٹھا لینا حماقت ہے۔

(کیمیائے سعادت ج ۲ / ۷۷۳-۷۷۴ بحوالہ تفسیر صراط الجنان)

امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

"گناہ ایمان کے لیے اس طرح (نقصان دہ) ہیں جیسے مضرِ صحت کھانے جسم کو نقصان پہنچاتے ہیں، وہ معدے میں جمع ہوتے رہتے ہیں حتّٰی کہ اَخلاط (یعنی صفراء، بلغم وغیرہ) مزاج کو بدل دیتے ہیں اور اس کو پتہ بھی نہیں چلتا یہاں تک کہ اس کا مزاج بگڑ جاتا ہے اور وہ اچانک بیمار ہو جاتا ہے اور پھر اچانک مر جاتا ہے تو گناہوں کا معاملہ بھی یہی ہے، چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ جب اس فانی دنیا میں ہلاکت کے خوف سے وہ زہر سے بچتا ہے اور ان کھانوں سے فوری طور پر بھی اور ہر حال میں بچتا ہے جو نقصان دہ ہوتے ہیں تو ابدی ہلاکت سے ڈرنے والے پر بدرجہ اولیٰ گناہوں سے اجتناب ضروری ہے اور جب زہر کھانے والے پر لازم ہے کہ جوں ہی نادم ہوتے کرے اور اس کھانے سے رجوع کرے اور اسے معدے سے نکال دے اور یہ عمل فوری طور پر کرے تاکہ اس کا جسم ہلاکت سے بچ جائے حالانکہ اس کا نقصان صرف دنیوی ہے جبکہ دین کے معاملے میں گناہوں کی صورت میں زہر کھانا بدرجہ اَولیٰ نقصان دہ ہے تو اسے اس سے رجوع کرنا چاہیے اور جس قدر ممکن ہو تدارک کرے جب تک اس کے لیے مہلت ہے اور وہ

اس کی زندگی ہے کیوں کہ جس کو اس زہر کا خوف اس لیے ہے کہ باقی رہنے والی آخرت سے محروم ہو جائے گا، جس میں ہمیشہ کی نعمتیں اور بہت بڑی سلطنت ہے اور اس کے فوت ہونے سے جہنم کی آگ اور ہمیشہ کے عذاب کا سامنا ہوگا اور دنیوی زندگی اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں کیوں کہ اُس کی کوئی انتہا نہیں، تو اس کے لئے گناہوں سے توبہ کرنے میں جلدی کرنا ضروری ہے تاکہ گناہوں کا زہر روح ایمان پر اثر انداز نہ ہو۔ اور (اگر یہ روح ایمان پر اثر انداز ہو گیا تو) یہ ایسا اثر ہوگا جس کا ڈاکٹروں کے پاس بھی کوئی علاج نہیں اور نہ ہی اس کے بعد کوئی پرہیز اثر کرے گی، اس کے بعد نصیحت کرنے والوں کی نصیحت اور واعظین کا وعظ بھی فائدہ نہیں دے گا اور اس پر یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب التوبۃ، ۴/ ۱۰-۱۱ بحوالہ تفسیر صراط الجنان)

آیت :(۶) وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۔ سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ ۔ لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ۔ (ابراھیم ۴۹-۵۱)

ترجمہ: اور تم دیکھو گے مجرموں کو اس روز جکڑے ہوئے ہوں گے زنجیروں میں ،ان کا لباس تارکول کا ہوگا، اور ڈھانپ رہی ہوگی ان کے چہروں کو آگ، تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ہر شخص کو جو اس نے کمایا، بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ جس دن قیامت قائم ہوگی، زمین و آسمان بدل دیئے جائیں گے اور تمام مخلوق خالق کائنات کے حضور جمع ہوگی تو اس دن کفر و فساد کا ارتکاب کرنے والے مجرم ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ ہر قسم کے گنہگار اپنے جیسے گنہگاروں کے ساتھ پابند سلاسل ہوں گے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ "(الصفت ص ۲۲)جمع کرو (اے فرشتو!) جنہوں نے ظلم کیا تھااوران کے ساتھیوں کو،،۔وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ،، (التکویر ۷) اور جب جانیں (جسموں سے) جوڑی جائیں گی۔ ان کے کپڑے تارکول کے ہوں گے جنہیں وہ پہنیں گے۔(تفسیر ابن کثیر)

جہنم میں لے جانے والے اعمال احادیث کی روشنی میں:

قرآن شریف کی ان چند آیات کے بعد جن میں مجرمین کے گناہوں اور احوال کا ذکر ہوا، چند احادایث رسول کریم ﷺ بھی مطالعہ کریں جن میں ان عملوں کا بیان ہے جن کی وجہ سے انسان دوزخ کی آگ میں مبتلا کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نیک عمل کی توفیق فرما کر آتش جہنم سے محفوظ فرمائے۔آمین!

بدترین گناہ شرک:

یادرہے کہ تمام اعمال میں اور گناہوں کے تمام کاموں میں سب سے بڑا گناہ اور جہنم میں لیجانے والے سب عملوں میں بدتر و بھیانک گناہ شرک و کفر، ارتداد و منافقت اور بدعقیدگی و بدمذہبی ہے کہ مشرکین اور کفار نیز بدمذہبوں اور گستاخانِ رسول کو دوزخ میں سب سے بھیانک عذاب دیا جائے گا۔

مشرکین کو اللہ تعالیٰ جس عذاب میں مبتلا فرمائے گا، انہیں اس کا وہم وخیال بھی نہ گزرا ہوگا۔جس سخت اور دردناک عذاب میں وہ گرفتار ہوں گے اگر اس سے بچنے کے لئے وہ سب کچھ خرچ کردیں جو زمین میں ہے بلکہ اس سے دوگنا تو بھی اللہ تعالیٰ کے تیار کردہ بدترین عذاب سے وہ نہیں بچ سکتے۔اس کے باوجود ان سے کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا، خواہ زمین بھر سونا ہی کیوں نہ ہو۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا

بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ-وَ بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ(47)وَ بَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ۔(الزمر۴۸)

ترجمہ: اور اگر جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اور اس کے ساتھ اس جیسا اور بھی ظالموں کی ملک میں ہوتا تو قیامت کے دن بڑے عذاب سے چھٹکارے کے عوض وہ سب کا سب دیدیتے اور ان کیلئے اللہ کی طرف سے وہ ظاہر ہوگا جس کا انہوں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ اور ان پر ان کے کمائے ہوئے برے اعمال کھل گئے اور ان پر وہی آپڑا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔ (کنزالعرفان)

مشرکین کی اس حالت سے مسلمانوں کو عبرت لینی چاہئے جو اس آیت کریمہ بیان کی گئی ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ نیک اعمال کی طرف سبقت کریں اور گناہوں سے بچیں اور اللہ تعالی کی خفیہ تدبیروں سے ڈرتے رہیں۔ تفسیر صراط الجنان میں تفسیر مدارک کے حوالے سے ہے:

''یاد رہے کہ اس آیت میں اگرچہ مشرکین کے لئے وعید کا بیان ہے لیکن اس میں مسلمانوں کے لئے بھی عبرت اور نصیحت ہے اور انہیں بھی چاہئے کہ نیک اعمال کے بارے میں اللہ تعالی کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہیں۔ ہمارے بزرگانِ دین اس حوالے سے کس قدر خوفزدہ رہا کرتے تھے اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت محمد بن منکدر رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ گریہ وزاری کرنے لگے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا ''میرے پیش نظر قرآنِ پاک کی ایک آیت ہے جس کی وجہ سے میں بہت خوفزدہ ہوں، پھر آپ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے یہی آیت تلاوت کی اور فرمایا ''مجھے اس بات کا خوف ہے کہ جنہیں میں نیکیاں شمار کر رہا ہوں

کہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے لئے بدیاں بن کر نہ ظاہر ہوجائیں"۔
(مدارک، الزمر، تحت الآیۃ: ۴۷، ص۱۰۴۱)

کفر وشرک اور منافقت ومداہنت کے گرداب میں پھنسے ان بدبختوں کی حالت یہ ہوگی کہ انہیں اوندھے منہ جہنم رسید کر دیا جائے گا۔ جہنم سخت غیظ وغضب میں جوش مارتے ہوئے اور چنگھاڑتے ہوئے ان کا استقبال کرے گا، انہیں زنجیروں میں جکڑ کر تنگ جگہوں میں پھینک دیا جائے گا جہاں یہ نہ حرکت کر سکیں گے نہ کسی سے مدد طلب کر سکیں گے اور نہ ہی رہائی پا سکیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

"وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. (النمل ۹۰)

ترجمہ: اور جو برائی (شرک) لے کر آئے گا تو ان کے منہ کے بل اوندھا پھینک دیا جائے گا آگ میں، کیا تمہیں ملے گا اس کے سوا جو تم عمل کیا کرتے تھے۔

یعنی تمہارے عمل کا بدلہ تمہیں دیا جائے گا، جس کی برائیاں اس کی نیکیوں پر بھاری ہوں گی تو ہر ایک کو اس کی برائیوں کے مطابق سزا ملے گی۔ اس آیت میں "سَیِّئَۃ" (برائی) سے مراد شرک ہے۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ مشرکین کو دائمی سزا ملے گی جس سے نجات نہیں ملے گی۔

ایک جگہ ارشاد ہوا:

وَ اِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا . لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا (الفرقان 14-15)

ترجمہ: اور جب انہیں پھینکا جائے گا اس آگ میں تنگ جگہ سے زنجیروں میں جکڑ کر تو پکاریں گے وہاں موت کو، (ان سے کہا جائے گا) نہ مانگو آج ایک موت بلکہ مانگو بہت سی موتیں۔

اس آیت کے بارے میں رسول خدا ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، انہیں دوزخ میں اس طرح ٹھونسا جائے گا جیسے کیل دیوار میں گاڑی جاتی ہے۔ (درمنثور)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے ابلیس کو آگ کا لباس پہنایا جائے گا، وہ اسے پیشانی پر رکھ کر پیچھے سے گھسیٹتا ہوا اور اپنی ذریت (چیلوں) کو پیچھے لگائے ہوئے اور ہائے موت! ہائے موت! پکارتا ہوا دوڑتا ہوا چلا جائے گا۔ جہنم پر پہنچ کر اس کے ہائے موت! پکارنے پر اس کے سبھی ساتھی بھی پکاریں گے "ہائے موت!" اس وقت انہیں کہا جائے گا کہ آج ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۵۲، درمنثور ج ۵ ص ۱۱۷، خازن ج ۳ ص ۳۱۰)

حدیث: (۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

ان المشرکین اتوا رسول اللہ ﷺ فقالوا "ارأیت ما یعبدون من دون اللہ این هم؛ قال "فی النار". قالوا والشمس والقمر؛ قال "والشمس والقمر". قالوا فعیسیٰ بن مریم؛ فانزل اللہ "إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ". (زخرف ۵۹)

(درمنثور ج ۵ ص ۷۲۹)

ترجمہ: مشرکین رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ان کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا کو پوجتے ہیں وہ کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا "دوزخ میں"، تو ان لوگوں نے عرض کیا عیسیٰ ابن مریم (علیہ وعلیہا السلام) بھی؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی" ترجمہ: وہ تو نہیں مگر ایک بندہ جس پر ہم نے احسان فرمایا اور اسے ہم نے بنی اسرائیل کے لئے نمونہ بنایا"۔ (کنزالایمان)

وضاحت: جو گناہ انسان سے سرزد ہوتے ہیں خواہ سہواً ہوں یا عمداً، وہ دو طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) صغیرہ: جو کبیرہ گناہ سے ہلکا ہوتا ہے۔ یہ نوافل، صداقات و خیرات اور دوسرے اچھے کاموں سے معاف کردیا جاتا ہے۔

(۲) کبیرہ: جس کے ارتکاب پر قرآن وسنت میں وعید وارد ہو۔ گناہ کبیرہ معاف نہیں ہوتا ہے تا آنکہ اس کے کرنے والا ندامت و شرمندگی کے احساس کے ساتھ بصدق دل توبہ کرلے اور آئندہ نہ کرنے کا عہد و پیمان کرلے۔ جب بندہ گناہ کبیرہ سے توبہ کرلیتا ہے تو یہ گناہ بھی معاف کردیا جاتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: التائب من الذنب کمن لا ذنب له" گناہوں سے توبہ کرلینے والا گناہوں سے ایسے پاک ہوجاتا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں ہے۔

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ شرک و کفر کے سوا دوسرے کبیرہ گناہ کفر نہیں بلکہ کبیرہ گناہوں میں صرف شرک ہی ایسا گناہ ہے کہ جس کے کرنے والے کی تکفیر کی جائیگی اور اس گناہ کی مغفرت بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ

(النسأء-116)

ترجمہ: اللہ شرک کو معاف نہیں فرماتا، اور اس کے سوا جس کو چاہتا معاف کردیتا ہے۔ مشرکین اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ کر جن بتوں کی پوجا کرتے ہیں ان کے ساتھ دوزخ میں داخل کئے جائیں گے۔ چنانچہ اللہ وحدہ لاشریک فرماتا ہے:

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ-اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ۔

(الانبیاء۹۸)

ترجمہ:تم اور جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سب جہنم کا ایندھن ہوں گے،تم اس میں داخل ہونے والے ہو۔(اے مشرکو!)

عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا تصور کرتے تھے اور ان کی والدہ کو خدا کی بیوی۔اسی طرح یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا مانتے تھے۔تو مشرکین نے جب سرکار سے پوچھا کہ چاند و سورج کے پرستار،درخت و پتھر کے پوجاری اور یہ چیزیں بھی جہنم میں جائیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی (معاذ اللہ) دوزخ میں ہوں گے کیونکہ وہ بھی تو عیسائیوں کے معبود ہیں۔تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اسی زعم باطل، عقیدۂ فاسدہ کی تردید میں فرمایا کہ وہ ان کے معبود نہیں ہیں وہ تو میرا ایک بندہ ہے جس پر میں نے انعام و اکرام کیا،ان کی زندگی بنی اسرائیل کے لئے ایک نمونہ تھی۔لہٰذا ہمارے نبی عیسیٰ (علیہ السلام) جنت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گے اور یہ مشرکین دوزخ میں اپنے جھوٹے خداؤں کے ساتھ ہوں گے۔

(تفسیر طبری ج ۲۵ ص ۸۶ ملخصاً)

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اپنی مشہور زمانہ کتاب ''غنیۃ الطالبین،، میں فرماتے ہیں:

''جو لوگ شرک میں مبتلا رہے ہیں ان کو جہنم کے غاروں میں ڈال دیا جائے گا پھر غاروں کے درمیان بند کر دیئے جائیں گے۔ان غاروں میں سانپ اور بچھو کثرت سے ہوں گے۔آگ کے شعلے اور اس کا دھواں ہوگا،اور ہر دوزخی کا ہر گھڑی ستر ہزار بار جسم تبدیل کیا جائے گا،،۔(اردو ص ۲۹۷)

حضرت ابو العباس بن سریج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرض الموت میں خواب دیکھا کہ قیامت بپا ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے''علماء کہاں ہیں؟ علماء حاضر ہو گئے،فرمایا''کیا تم نے اپنے علم کے مطابق عمل کیا؟ ہم سب نے کہا''خدایا! ہم سب

نے کوتاہی کی اور برے اعمال کئے،، یہ جواب اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آیا اس لئے وہی سوال دہرایا۔ اس پر میں نے کہا ''جہاں تک میرا تعلق ہے تو میرے نامہ اعمال میں'' شرک،، نہیں ہے اور تیرا وعدہ ہے کہ اس کے سوا جو گناہ بھی ہوگا معاف کر دوں گا،، اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' جاؤ! میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ (رسالہ قشیریہ اردو ص ۳۳۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ'' قیامت کے دن کافر کو لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اگر تمہارے پاس زمین کے برابر سونا ہوتو کیا اسے فدیہ میں دے دیتے؟ وہ کہے گا ہاں! تو اس سے کہا جائے گا کہ میں نے تمہیں اس سے بھی آسان چیز کا حکم دیا تھا یعنی توحید و ایمان۔
(بخاری شریف ج ۲ ص ۹۶۸)

ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا'' الا انبئکم باکبر الکبائر؟ کیا میں تمہیں بڑے گناہوں میں بھی جو سب سے بڑھ کر گناہ ہے اس کی خبر نہ دوں؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ضرور خبر دیں! آپ نے فرمایا:

الا شراك بأ لله و عقوق الو الدين و شها دةالزور و شهادة الزور،،

ان گناہوں میں سب سے بڑھ کر گناہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے اور ماں باپ کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی، جھوٹی گواہی ہے،،۔
(بخاری شریف ج ۱ ص ۳۶۲)

شرک کی تعریف اور بعض معمولات اہل سنت:

شرك:

الا شراك هو اثبات الشريك فى الا لو هية بمعنى و جو ب الو

جود كما للمجوس او بمعنى ا ستحقاق العبادة كما لعبدة الا صنام۔

(شرح عقائد ص ۵۶)

شرک یہ ہے کہ کسی کو معبود ہونے میں شریک مانا جائے، خواہ کسی کو اللہ کے سوا وا جب الوجود مانا جائے جیسا کہ مجوس (آتش پرست) مانتے ہیں۔ یا کسی کو عبادت کا مستحق مانا جائے جیسا کہ بت پرست مانتے ہیں۔

شرک کی اس تعریف سے یہ باتیں مستفاد ہوتی ہیں کہ:

(۱) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو واجب الوجود سمجھنا۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مستحق عبادت جاننا۔

(۳) اسی طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی صفت (اعانت، فریادرسی، تصرف و اختیار، قریب وبعید سے نداء وغیرہ) کو مستقل بالذات ماننا شرک ہے۔ اور اگر ایسا عقیدہ نہیں رکھتا بلکہ یہ عقیدہ ہو کہ انبیاء واولیاء ان صفات وافعال سے خدا کی عطا سے متصف ہیں تو یہ بات شرک نہیں ہے۔

اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء ذوی الاحترام اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے دور ونزدیک کے افعال واقول کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔ اسی کی وہبی قدرت، تصرفات واختیار سے اس کے بندوں کی مدد کرتے ہیں، اس کی عطا کردہ اور اطلاع سے نبی اکرم عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ علیہ وسلم مغیبات کی خبر دیتے ہیں۔ تو اس عقیدہ کے مطابق ان کے مزارات مقدسہ پر حاضری دینا، استعانت کرنا، ان کو اپنے مقاصد کی برآوری کے لئے وسیلہ وشفیع بنانا نہ شرک ہے اور نہ ہی بدعت وگمرہی کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ان وجیہہ ہستیوں کی صفات مذکورہ مستقل و بالذات نہیں بلکہ عطائی ہیں۔

اس تفصیل سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ ''یارسول اللہ! انظر حالنا،،اور یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ! کہنا بھی شرک نہیں۔ نداء یارسول اللہ! کے جواز پرتو بکثرت آیات واحادیث اور آثار واقوال فقہا ومحدثین کبار وارد ہیں۔ بلکہ بدعقیدہ اور بد مذ ہبوں کے سرغنہ رشید احمد گنگوہی خودان عقائد کے قائل ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

ا۔اور شیخ قدس سرہ کو متصرف بالذات اور عالم غیب بالذات خود جان کر پڑھے گا وہ مشرک ہے۔اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ کو حق تعالیٰ اطلاع کردیتا ہے اور باذنہ تعالیٰ شیخ حاجت براری کردیتے ہیں تو یہ شرک نہ ہوگا،،۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۵۰ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

۲۔ یہ خود آپ کو معلوم ہے کہ نداء غیر اللہ تعالیٰ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم، سامع مستقل اعتقاد کرے ورنہ شرک نہیں۔مثلاً یہ جانے کہ حق تعالیٰ ان کو مطلع فرمادیوے گا، یا باذنہ تعالیٰ انکشاف ان کو ہوجاوے گا، یا باذنہ تعالیٰ ملائکہ پہنچادیویں گے جیسا درود کے نسبت وارد ہے، یا محض شوقیہ کہتا ہو محبت میں یا عرض حال محل تحسر وحرمان میں کہ ایسے مواقع میں اگرچہ کلمات خطابیہ بولتے ہیں لیکن ہرگز نہ مقصود اسماع ہوتا ہے نہ عقیدہ۔ پس انہیں اقسام سے کلمات مناجات واشعار بزرگاں کے ہوتے ہیں کہ فی حد ذاتہ نہ شرک نہ معصیت۔

(فتاویٰ رشیدیہ مکمل ص ۶۸ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

۳۔استعانت کے تین معنی ہیں۔ایک یہ کہ حق تعالیٰ سے دعاء کرے کہ بحرمت فلاں میرا کام کردے یہ باتفاق جائز ہے۔خواہ عندالقبر ہو یا دوسری جگہ، اس میں کسی کو کلام نہیں۔ دوسرے یہ کہ صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کردو، یہ شرک ہے

خواہ قبر کے پاس کہے خواہ قبر سے دور کہے۔ (یہ اس وقت شرک ہوگا جب کوئی صاحب قبر کو متصرف بالذات سمجھ کر یہ کہے کہ،،تو میرا یہ کام کردے،، ورنہ شرک نہیں۔ جیسا کہ گنگوہی جی کے کلام سابق یعنی ''متصرف بالذات اور عالم غیب بالذات،، قیود سے مستفاد ہوتا ہے۔ امجدی)

اور بعض روایات میں جو آیا ہے،،اعینونی عباد اللہ!،، تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالی ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے، تو وہ اس باب سے نہیں ہے۔ اس سے حجت جواز پر لانا جہل معنی حدیث سے۔ تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جا کر کہے کہ اے فلاں! تم میرے واسطے دعاء کرو کہ حق تعالی میرا کام کردیوے۔ اس میں اختلاف علماء کا ہے۔ مجوز سماع موتی اس کے جواز کے مقر ہیں اور مانعین سماع منع کرتے ہیں۔ سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے۔ مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں۔ اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہاء نے بعد سلام کے وقت زیارت قبر مبارک شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے۔ پس یہ جواز کے واسطے کافی ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۱۱۴ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

تبصرہ:

فتاویٰ رشیدیہ کی یہ مذکورہ اقتباسات سے یہ امر واضح ہوگیا کہ غیر اللہ کو نداء کرنا ،ان سے استعانت اور حاجت برآری کے لئے درخواست کرنا ان کو عالم بالذات ،سامع بالذات اور متصرف بالذات سمجھے بغیر تو یہ بالاتفاق جائز ہے۔ الحمد للہ یہی مسلمانان اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے جس کو موجودہ ذریت وہابیہ جبراً شرک اور

بدعت و گمرہی سے موسوم کرتے ہیں جو نرے جہالت ہے۔

مختصر یہ ہے کہ جو عقیدہ توحید کے خلاف رکھتا ہے خدائے تعالیٰ کے وحدانیت کا منکر اور شرک کے گناہ میں ملوث ہے وہ دوزخی اور جنت کی نعمتوں سے محروم ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

"اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ - وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ"۔ (مائدہ ص ۷۲)

ترجمہ: جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنّت حرام کردی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

گستاخ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انجام:

معلوم ہونا چاہئے کہ تمام مخلوقات میں بلکہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام میں بھی جو نمایاں مقام، جو عزت و عظمت، حشمت و وجاہت اور کمال شرف و تفوق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب عزوجل کی بارگاہ میں حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ آپ کی محبت، الفت و عقیدت اور آپ کی اطاعت و اتباع تمام جن و بشر پر لازم ہے کہ آپ کی اطاعت، اطاعت الٰہی ہے جیسا کہ متعدد نصوص قرآنیہ اس بارے میں وارد ہیں۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ پورا قرآن آپ کی مدحت سے پر ہے۔ تو جو آپ کے حکم کی بجا آوری کرتا ہے، آپ کی بارگاہ کا ادب کرتا ہے وہ ایمان و محبت اور عشق و الفت والا ہے۔ اور جو حکم عدولی، توہین و تنقیص اور آپ کی شان اقدس میں گستاخی اپنی تحریر و تقریر کے کیذریعہ وکرتا ہے وہ منافق و مرتد، کافر و بدعتی ہے اور اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہے۔ اس کے لئے دوزخ کی آگ اور اس کے ہولناک عذاب تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱)وَ مَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوۡدَہٗ یُدۡخِلۡہُ نَارًا خَالِدًا فِیۡہَا ۔ وَ لَہٗ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ.(النساء ۱۴)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اُسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے خواری کا عذاب ہے۔

(۲)وَمَن یَعۡصِ اللّٰہَ وَرَسُولَہُ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِینًا۔ (الاحزاب ۳۶)

ترجمہ: اور جو نافرمانی کرتا ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی تو وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔

(۳)وَ مَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ۔

(الجن ۲۳)

ترجمہ: پس جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۴)إِنَّ الَّذِینَ یُؤۡذُونَ اللَّہَ وَرَسُولَہُ لَعَنَہُمُ اللَّہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَأَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِینًا ۔ (الاحزاب ۵۷)

ترجمہ: بیشک جو لوگ ایذا پہنچاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے محروم کر دیتا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اور اس نے تیار کر رکھا ہے ان کے لئے رسوا کن عذاب۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ کوئی اسے ایذا دے سکے یا اسے کسی سے ایذا پہنچے، اس لئے یہاں اللہ تعالیٰ کو ایذا دینے سے مراد اس کے حکم کی مخالفت کرنا

اور گناہوں کا اِرتکاب کرنا ہے۔ یا یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر صرف تعظیم کے طور پر ہے جبکہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کو ایذا دینے سے مراد خاص رسولِ کریم ﷺ کو ایذا دینا ہے، جیسے جس نے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، اسی طرح جس نے حضور اقدس ﷺ کو ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔

(جلالین،ص ۳۵۷،خازن ۳/۵۱۱ بحوالہ تفسیر صراط الجنان)

(۵) يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا (66) وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا (67) رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۔ (الاحزاب ٦٦۔٦٨)

ترجمہ: جس روز وہ منہ کے بل آگ میں پھینکے جائیں گے تو کہیں گے اے کاش! ہم نے اطاعت کی ہوتی اللہ تعالیٰ کی اور ہم نے اطاعت کی ہوتی رسول کی۔ اور عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہم نے پیروی کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑے لوگوں کی، پس انہوں نے ہم کو بہکا دیا سیدھی راہ سے۔ اے ہمارے رب! ان کو دوگنا عذاب دے اور لعنت بھیج ان پر بہت بڑی لعنت۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو عذاب کی وعید سنائی ہے جو اس کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اس کے حرام کردہ کاموں میں ملوث رہتے ہیں اور پھر اس پر بضد رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی اور عیب جوئی کرکے آپ کی دل آزاری کرتے ہیں، آپ کے حکموں اور طریقوں سے کج روی اختیار کرتے ہیں۔ آپ کی خداداد تصرفات و اختیارات کا انکار کرکے آپ مختار کل کو عاجز ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں، آپ کی فریادی امت کی فریادرسی

کرنے کو شرک و بدعت سمجھتے ہیں۔ اللہ کا فضل ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت سرکار ﷺ کو بعطائے الٰہی عالم غیب، مختار کائنات، معین و مددگار مرکز عقیدت اور محور جان و ایمان مانتے ہیں اور آپ ﷺ کا صدقہ ہمیں ہر آن ولمحہ ملتا رہتا ہے اور یقینا ہم اہل سنت و جماعت عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے ان اشعار کے مصداق ہیں الحمد اللہ!

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت سول اللہ کی

گستاخان رسول کی دریدہ دہنی اور ان کا انجام:

جس کسی نے بھی حضور رحمت عالم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کی جرأت کی ہے اللہ نے اسے دنیا میں ذلیل وخوار کیا اور آخرت میں اس کے لئے سخت سے سخت تر عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔ چودہویں صدی میں جن لوگوں نے سب سے زیادہ رسول کریم کی شان میں گستاخیاں کیں ہیں اور سرکار کی شان گھٹانے کی کوشش کی اور اپنی کتابوں میں ان غلاظتوں کو شائع کیا ان میں اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی اور اسمعیل دہلوی سرفہرست ہیں اللہ تعالیٰ ان کی قبروں میں اپنے غضب وقہر کا عذاب نازل فرمائے اور ان کے ہمنواؤں کو جو زندہ ہیں ناکام ونامراد کرے۔ ان کبرائے دیابنہ و بابیہ کی کفری عبارتیں اور شان رسالت میں گستاخانہ جملے ان کی کتابیں تقویۃ الایمان، فتاوی رشیدیہ، صراط مستقیم، بہشتی زیور، حفظ الایمان، براہین قاطعہ اور تحذیر الناس جیسی گندی کتابوں میں ملاحظہ کیجئے اور للہ انصاف کیجئے کہ جس جماعت کے عقیدے ایسے گندے ہوں کیا وہ اب بھی اپنے دعوی مسلمانی میں سچے ہیں؟ اور ان کے ساتھ مسلمانوں کا اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، شادی بیاہ کا معاملہ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی کیا جائز ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں! اس لئے مسلمانو! آپ ایسے گندے عقائد والوں کے ساتھ ہر

طرح کے تعلقات منقطع کر لیجئے تا کہ آپ خود بھی دوزخ کی آگ سے بچیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی بچا سکیں۔ کیونکہ باطل عقائد والے مثلاً وہابی، دیوبندی، مرزائی اور رافضی وغیرہا سب منافق و مرتد ہیں اور منافق کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا " بے شک منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

میرے عزیز سنی مسلمان بھائیو! آپ ان بدعقیدوں کی صحبت سے دور رہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کے پرچم تلے آ کر اپنے ایمان وعقائد کی حفاظت کریں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک نہیں ہے بلکہ اس زمانے میں اسلام، صحابہ و تابعین اور اسلاف وبزرگان دین کے افکار ونظریات کی سچی تعبیر وترجمان کا نام ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا اور نہ لکھا بلکہ جس نے رسول خدا ﷺ کی شان میں گستاخی کر کے کفر کیا اسے آپ نے تو آئینہ دکھایا اور اسے کفر وارتداد سے باز آنے کی دعوت دی۔ کیا کسی گناہ کرنے والے کو گناہ سے روکنا جرم ہے؟ شریعت اور حکام شریعت کے ساتھ استہزا کرنے والے کو اس فعل بد سے روکنا جرم ہے؟ حضور ﷺ کی ناموس کی حفاظت گناہ ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر سرکار اعلیٰ حضرت پر یہ الزام کیوں؟

حضور شیر نیپال فرماتے ہیں:

چونکہ ان دین کے دشمنوں، گستاخوں بدمذہبوں، بددینوں نے سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوات والتسلیمات کی شان پاک میں گستاخانہ، ناروا، نازیبا کلمات لکھے اور چھاپے، کھل کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحقیر وتوہین کی۔ اس لئے حامی ملت، ماحی کفر وضلالت، اعلیٰ حضرت مجدد مذہب اہل سنت فاضل بریلوی مولانا احمد

رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نے ان بدگویوں، دشنامیوں پر قرآنی، ایمانی، حقانی فیصلہ صادر فرمایا اور حکم شرعی سنایا کہ یہ مذکورہ اشخاص اپنے کلمات خبیثہ کفریہ کے سبب کافرو مرتد ہیں۔ اور جو شخص ان کے کفریات سے آگاہ ہو کر ان کو مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے یا انہیں کافر کہنے میں تامل کرے تو وہ بھی کافر۔ اس شرعی فیصلہ کو سن کر دیوبندیوں کو چاہئے یہ تھا کہ اپنے کتاب سے ان کفری عبارتوں کو محو کر کے توبہ کرنا مگر یہ نہ کر کے شور و ہنگامہ شروع کر دیا، نہ خداوند ذوالجلال کا خوف رکھا اور نہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرمایا آسمان سر پر اٹھالیا۔ گالیوں کا بازار گرم کر دیا جا بجا جلسہ جلوس کئے۔ اشتہارات چھاپے گندے الزامات لگائے کہ وہ مکفر مسلمین ہے بلاوجہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ ان کتابوں میں توہین کے الفاظ نہیں یہ غلط کہتے ہیں تو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی نے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کی۔ المعتمد المستند ۱۳۲۰ھ میں تحریر فرمائی۔ پھر بھی ان کفری عبارتوں کو اسلامی بنانے پر آمادہ نہ ہوئے۔ اور شور غوغا بدستور جاری رکھا اور وہی پرانی آلاپ کہ صرف ان کا فتویٰ ہے۔ ۱۳۲۳ھ میں اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت علیہ الرحمہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاوتکریما کی زیارت سے مشرف ہوئے، اسی مبارک سال میں ''المعتمد المستند'' پر مکمل اتفاق کرتے ہوئے بڑی فراخ دلی کے ساتھ تقریظیں لکھیں اور نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی، قادیانی کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ کافر و مرتد ہیں۔ اور فرمایا ''من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر'' یعنی جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کے کافر ہونے اور معذب ہونے میں شک کرے وہ بھی بلاشک وشبہ کافر پھر فرمایا عوام کو دھوکہ دینے والے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے والے گمراہ اور گمراہ کرنے والے اسلام میں ان کا نام ونشان کچھ نہیں، ان کا نہ روزہ قبول، نہ نماز، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ کوئی فرض، نہ نفل کھلے کافروں سے ان کا نقصان زیادہ اور سخت۔ ظاہر مزین اور باطل خباثتوں سے مملوء، عوام مسلمانوں پر سخت خطرہ اور اندیشہ۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو ان کافروں گمراہ گروں کے عقائد باطلہ فاسدہ سے بچائے۔ آمین! اوکما قالوانہیں مقدس تقاریظ کے مجموعہ کا نام ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمبین'' ہے جو ۱۳۲۴ھ میں اردو ترجمہ کے ساتھ اور ۱۳۲۶ھ میں تمہید ایمان کے ساتھ منظر عام پر جلوہ گر ہوا۔ تاکہ یہ لوگ ہدایت پائیں، نصیحت حاصل کریں، غور وفکر کریں اور اپنی کفریات سے توبہ کریں۔

مگر ہٹ دھرمی کا برا ہو اپنی ضد پر اڑے رہے، اتہام طرازی افترا پردازی میں مصروف ہو گئے۔ بولے دھوکہ اور فریب دے کر علمائے الحرمین سے فتویٰ حاصل کیا، عبارت میں ٹ قطع برید کیا ہے۔ ہماری کتاب اردو میں وہ اردو نہیں جانتے۔ طرح طرح سے عوام کو فریب دے کر اندھیرے میں رکھا، نہ توبہ کیا نہ گندی عبارتیں مٹائیں بلکہ اس کے بعد گالی نامہ ایک کتاب ''الشہاب الثاقب'' شائع کی جس میں جی بھر کر اہل سنت کے زبردست محسن، محافظ دین متین، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کو گالیاں دیں۔ کوّا خوروں نے حسام الحرمین کی اشاعت پر کائیں کائیں کا گلی گلی شور مچانا شروع کر دیا کہنے لگے چند لوگوں نے غلط تصدیق کی ہیں۔ تو پھر مسلمانوں اور ان کو متنبہ کرنے کے لئے شیر بیشہ اہل سنت نے حسام الحرمین پر علمائے ہند و سندھ بلکہ ہندوستان بھر کے مشاہیر علمائے ومشائخ سے تصدیق حاصل کیں۔ بالاتفاق دوسواڑسٹھ علمائے ربانیین نے فرمایا کہ حسام الحرمین حق ہے، صحیح ہے، درست ہے۔ بلاشک وشبہ رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، اشرفعلی تھانوی، قاسم نانوتوی اپنے ان کفریات واضحہ صریحہ قابل توجیہ تاویل کی بنا پر ضرور کفار و مرتدین وملعونین ہیں۔ ایسے جو ان کی کفریات پر مطلع ہو کر بھی ان کے کفریات میں شک کرے اور انہیں کافر نہ جانے تو خود کافر۔ مسلمان پر احکام حسام الحرمین کا ماننا فرض قطعی ضروری اور ان کے مطابق عمل

کرنا۔ حکم شرعی لازم حتمی انتہی۔ ابوالکلام بھی انہیں دیوبندیوں کا ساتھ اور قرآن عظیم کا مکذب ومحرف ہے۔ عیسے علیہ السلام کے صاحب شریعت ہونے کا منکر اور جو ایسا ہو وہ خود بحکم قرآن کافر و نامسلمان۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۱۴۰ ملخصا)

ان لوگوں کے اسلامی خدمات اور اسلام کی اشاعت کی مختصر جھلکیاں دیکھ لی۔ ان کے یہاں کفر اسلام ہے اور اسلام کفر۔ برعکس نام نہند کافر والا معاملہ ہے۔ خود بے ایمان ہے اور دوسروں کو بے ایمان بناتے ہیں اور اس کو اسلام کی اشاعت کہتے ہیں۔ معاذ اللہ رب العلمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الصلوات والتسلیمات۔ آمین آمین! رہا پھلواری والوں کا حال تو یہ بھی انہیں اشخاص مذکورہ کے ساتھی پراتی ہیں۔ انہیں کی طرح یہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، یہ لوگ پیری، مریدی کے ہرگز ہرگز لائق نہیں، ان سے دانستہ مرید ہونا کافر ہونا ہے۔ معاذ اللہ!

(فتاویٰ برکات)

قرانی آیات کی روشنی میں آپ نے سابقہ صفحات میں ملاحظہ کرلیا کہ جو شخص حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی جرأت کرے اس کے لئے کیا کیا وعیدیں ہیں اور آخرت میں اس کے لئے کیسے کیسے عذاب تیار ہیں۔ ان آیات میں کسی باطل فرقہ کا نام نہیں لیا بلکہ مطلقا ہے وہ کوئی بھی فرقہ ہو، کسی بھی زمانہ میں وجود میں آئے، جو بھی ہو اگر گستاخ رسول ہے تو وہ توہین شان رسالت کرنے کی وجہ سے ایمان سے محروم اور اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

اب فقہاء کرام کے اقوال کی روشنی میں ان گروہوں کا شرعی حکم ملاحظہ کریں جو توہین شان رسالت میں ملوث ہیں۔

(۱) الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ج: ۲، ص: ۱۹۰ میں ہے کہ:

قال محمد ابن سحنون اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ

علیه وسلم المنتقص له کافر والوعید جار علی بعذاب الله له وحکمه عند الامة القتل ومن شك فی کفره عذابه کفر۔

ترجمہ: محمد ابن سحنون نے فرمایا علمائے دین کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا ان کی عظمت گھٹانے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور اس کا حکم امت مسلمہ کے نزدیک قتل ہے اور جو اس کے کافر اور مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔

(۲) درمختار ج:۳ص:۳۱۷ میں ہے:

والکافر بسب نبی من الانبیاء فانه یقتل حداً ولاتقبل توبته مطلقاً وسب الله تعالیٰ قبلت لانه حق الله تعالیٰ والاول حق عبد لایزول بالتوبة ومن شك فی عذابه و کفره کفر۔

ترجمہ: نبیوں میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے سے جو کافر ہوا اسے بطریق حد قتل کیا جائے گا۔ اور اس کی توبہ ہرگز مطلقاً قبول نہ کی جائے گی اور اگر اللہ کی شان میں گستاخی کی تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اول بندہ کا حق جو توبہ سے زائل نہیں ہوسکتا اور جو اس کے معذب ہونے اور کافر ہونے میں شک کرے خود کافر۔

(۳) ردالمحتار علی درالمختار شرح تنویر الابصار ج:۳، ص:۳۱۷ میں ہے:

قال ابن سحنون اجمع المسلمون ان شاتمه کافر وحکمه القتل ومن شك فی عذابه و کفره کفر۔

ترجمہ: ابن سحنون نے فرمایا مسلمانوں کا اجماع ہے کہ آپ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے اور جو اس کے عذاب و کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(۴) اور الاشباہ والنظائر ج:۱ص:۲۸۹، کتاب السیر باالردۃ میں ہے:

لاتصح ردۃ السکران الاالردۃ بسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ یقتل ولا یعفیٰ عنہ کذافی البزازیۃ کل کافر تاب فتوبتہ مقبولۃ فی الدنیا والاُخرۃ الاجماعۃ الکافربسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسائر الانبیا وبسب الشیخین اواحدھما کل مسلم ارتدفانہ یقتل ان لم یتب الامرأۃ حکم الردۃ وجوب القتل ان لم یرجع وحبط الاعمال مطلقاً وبینونۃ امرأتہ مطلقاواذا مات علی ردتہ لم یدفن فی مقابر المسلمین ولا اھل ملۃ وانمایلقی فی حفرۃ کالکلب والمرتداقبح کفراً من الکافر الاصلی ملخصاً.

ترجمہ: نشہ کی بے ہوشی میں اگر کسی سے کفر کی کوئی بات نکل جائے اسے بوجہ بے ہوشی کافر نہ کہیں گے نہ سزائے کفر دیں گے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بے ہوشی سے بھی صادر ہوا تو اسے معافی نہ دیں گے اور اسے قتل کیا جائے گا جیسا کہ بزازیہ میں ہے۔ ہر طرح کا کافر جو توبہ کرے تو اس کی توبہ دنیا وآخرت میں مقبول ہے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بقیہ انبیائے کرام علیہم السلام وشیخین رضی اللہ عنہما یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی شان میں گستاخی کرنے سے کافر ہونے والے لوگوں کی توبہ مقبول نہیں۔ ہر مسلمان (معاذاللہ) جو مرتد ہوجائے تو اگر توبہ نہ کرے تو سوائے عورت کے قتل کیا جائے گا۔ مرتد کا حکم وجوب قتل ہے اگر رجوع نہ کرے اور عملوں کا مطلقاً اکارت ہوجانا اور مرتد کی بی بی فوراً اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے اور جب وہ اسی ارتداد پر مرجائے (والعیاذ باللہ تعالیٰ) تو اسے مسلمان کے مقابر

میں دفن کرنے کی اجازت نہیں نہ کسی ملت والے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں اور وہ کتے کی طرح کسی گڈھے میں پھینک دیا جائے اور مرتد (وہابی، دیوبندی، رافضی، قادیانی) اصلی کافر (مثلا ہندو، سکھ وغیرہ) کے کفر سے بدتر ہے۔ ملخصا

(۵) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ص:۶۸۵ میں ہے:

واما اذا سبه علیه الصلاة والسلام اواحدامن الانبیاء مسلم ولوسکران فانه یقتل حداً ولا توبة له اصلاً تنجیه من القتل کالزندیق لانه حدوجب فلا یسقط بالتوبة وفی البزازیة من شك فی عذابه و کفره فقد کفر ملخصاً۔

ترجمہ: جو مسلمان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اگر چہ نشہ کی حالت میں تو اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ اسے قتل سے ہرگز بچا نہیں سکتی جیسے زندیق (دھریئے بے دین) کی توبہ نہ سنی جائے گی۔ اس لیے کہ حد واجب ہے تو توبہ سے ساقط نہ ہوگی اور بزازیہ میں ہے جو شخص اس گستاخی کرنے والے کے کفر میں شک لائے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

(۶) فتح القدیر جلد ۵ ص:۳۳۴ میں ہے:

کل من ابغض رسول الله صلی الله علیه وسلم بقلبه کان مرتداً فالساب بطریق اولیٰ ثم یقتل حداً عندنا فلا تعمل توبته فی اسقاط القتل قالوا هٰذا مذهب اهل الکوفة ومالك ونقل عن ابی بکر الصدیق رضی الله عنه ولا فرق بین ان یجیٔ تائباً من نفسه اوشهد علیه بذلك بخلاف غیره من المکفرات فان الانکار فیها توبة فلا تعمل الشهادة معه حتیٰ قالوا یقتل وان سب سکران ولا یعفیٰ عنه۔

ترجمہ: جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کینہ ہوتو وہ مرتد ہے تو گستاخی کرنے والا بدرجۂ اولیٰ کافر ہے۔ پھر اسے حداً قتل کیا جائے گا۔ ہمارے نزدیک اور قتل کے ساقط کرنے میں اس توبے کا اثر نہ ہوگا۔ اور علماء نے فرمایا یہ کوفیوں کا مذہب ہے اور حضرت امام مالک کا اور یہی منقول ہے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے۔ اور کوئی فرق نہیں ہے اس کے درمیان کہ وہ خود سے توبہ کرتا ہوا آئے یا اس کی اس پر گواہی دے۔ بخلاف اس کے علاوہ کفری باتوں کے کیوں کہ انکار اس میں توبہ ہے تو اس کے ساتھ گواہی کا اثر نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ علماء نے فرمایا کہ اسے قتل کیا جائے گا اور اگر نشہ کی حالت میں کلمۂ گستاخی کا جب بھی معاف نہ کیا جائے گا۔ اسے سزائے موت دی جائے گی۔

لیکن مسئلہ قتل کا تعلق بادشاہ اسلام سے ہے کہ سلطان اسلام ایسے بدگویوں، بارگاہ نبوی کے گستاخوں کو مہلت نہ دے۔ فوراً بلا توقف قتل کردے یہ اس پر فرض ہے اور عالموں پر ان کے مکائد کا اظہار اور ان کے عقائد کا ابطال اور ان کے مفاسد کی تردید فرض ہے اور عوام الناس پر یہ لازم ہے کہ ان سے دور بھاگیں۔ ان سے میل جول نہ کریں۔ ان کی کوئی بات نہ سنیں۔ ان کی کتابیں نہ دیکھیں۔ ان کے جلسے جلوس میں نہ جائیں۔

(۷) شفاء شریف ج:۲، ص:۲۴۷ میں ہے:

نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل اووقف فیهم اوشك.

ترجمہ: ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اس کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے۔

(۸) امام قاضی عیاض شفاء شریف ج:۲ ص:۱۹۱ پر فرماتے ہیں:

وقال احمد بن ابی سلیمان صاحب سحنون من قال ان النبی

صلی اللہ علیہ وسلم کان (معاذ اللہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اسود یقتل وقال فی رجل قیل لہ لاوحق رسول اللہ فقال فعل اللہ برسول اللہ کذا وذکر کلاماً قبیحاً فقیل لہ ماتقول یاعدواللہ فقال اشدمن کلامہ الاول ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب فقال ابن ابی سلیمان للذی سئل اشھدعلیہ وانا شریکك یریدفی قتلہ وثواب ذالك قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لایقبل۔

ترجمہ: امام احمد ابن ابی سلیمان تلمیذ ورفیق امام سحنون رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) سیاہ فام تھے اسے قتل کر دیا جائے۔ انہیں سے ایک کمینہ شخص کی نسبت کسی نے پوچھا کہ اس سے کہا گیا تھا کہ رسول اللہ کے حق کی قسم تو اس نے کہا اللہ رسول اللہ کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور ایک قبیح کلام ذکر کیا پھر اس مردک سے کہا گیا اے دشمن خدا تو رسول اللہ کے بارے میں کیا بکتا ہے تو اس سے بھی سخت تر لفظ بکا پھر بولا میں نے تو رسول اللہ سے بچھو مراد لیا تھا۔ امام ابن ابی سلیمان نے فتویٰ پوچھنے والے سے فرمایا تم اس پر گواہ ہوجاؤ اور اسے سزائے موت دلانے اور اس پر جو ثواب ملے گا اس میں میں تمہارا شریک ہوں۔ یعنی تم حاکم شرع کے حضور اس پر شہادت دو اور میں بھی سعی کروں گا کہ ہم تم دونوں بحکم حاکم اسے سزائے موت دلانے کا ثواب عظیم پائیں۔ امام حبیب ابن ربیع نے فرمایا یہ اس لیے کہ کھلے لفظ میں تاویل کا دعویٰ مقبول نہیں۔ انتہیٰ

دیوبندیوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صریح گستاخیاں کی ہیں، جن پر علماء عرب وعجم، ہندوسندھ نے ان کے بارے میں یہ فتویٰ دیا کہ کافر ومرتد ہیں۔ حتیٰ کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہوکر انہیں کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے۔ قاسم

نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کا انکار کیا۔ اس نے لکھا کہ ''آپ کا خاتم ہونا بایں معنی کہ آپ سب میں پچھلے نبی ہیں عوام کا خیال ہے۔ یہ مقام مدح میں ذکر کے لائق نہیں'' حالانکہ اس پر امت کا اجماع ہے کہ خاتم النبین کا معنیٰ آخر الانبیاء ہے اور جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء نہ مانے وہ کافر ہے۔ اگر چہ نماز پڑھے، زکوٰۃ دے، حج کرے، قرآن پڑھے، پڑھائے۔ رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی نے براہین قاطعہ میں شیطان لعین کے لئے وسعت علم ثابت مانا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی وسعت کا انکار کیا۔ اور شیطان لعین کے علم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سے زیادہ بتایا، اس میں بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی توہین ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو بچوں، پاگلوں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی یا ان کے برابر بتایا ہے۔ دونوں صورتوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین ہے۔ اس پر بھی امت کا اجماع ہے کہ جو شخص بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے وہ کافر ہے۔

شفا شریف اور اس کی شرح اور ردالمحتار میں ہے:

اجمع المسلمون علیٰ ان شأتم النبی کافر من شك فی عذابہٖ و کفرہٖ کفر۔

مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے ایسا کہ جو اس کے کافر ہونے میں اور مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم، ص: ۹۰ پر فرماتے ہیں:

طوائف مذکورین وہابیہ، نیچریہ وقادیانیہ وغیر مقلدین و دیوبندیہ و چکڑالویہ **خذلهم الله تعالیٰ اجمعین** اس آیت کریمہ کے مصداق بالیقین اور قطعاً یقیناً کفار و مرتدین ہیں۔ ان میں ایک آدھ اگر چہ کافر فقہی تھا اور صدہا کفر اس پر لازم تھے جیسے ۲ والا دھلوی

مگر اب اتباع واذناب میں اصلاً کوئی ایسا نہیں جو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر کلامی نہ ہوا ایسا کہ من شک فی کفرہ فقد کفر۔ جو ان کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر، ان سے میل جول قطعی حرام، ان سے سلام وکلام حرام، انہیں پاس بٹھانا حرام، ان کے پاس بیٹھنا حرام، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت حرام، مرجائیں تو انہیں مسلمانوں کا سا غسل وکفن دینا حرام، ان کا جنازہ اٹھانا حرام، ان پر نماز پڑھنا حرام، انہیں مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام۔ ان کی قبر پر جانا حرام۔ انہیں ایصال ثواب کرنا حرام۔ مثل نماز جنازہ کفر۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

ترجمہ: اگر شیطان تجھے بھلادے تو یاد آئے پر ان ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

(ماخوز از: فتاویٰ برکات)

جھوٹ اور جھوٹی گواہی کا وبال:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الصد ق یھدی الی البر و ان البر یھد ی الی الجنۃ،وان الرجل لیصدق حتیٰ یکون صدیقاً و ان الکذب یھدی الی الفجور،والفجور یھدی الی النار۔ وان الرجل لیکذب حتیٰ یکتب عند اللہ کذاباً۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۹۰۰، مسلم ج ۲ ص ۳۲۵)

ترجمہ: سچائی نیکی کی طرف پہنچاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے، آدمی

برابر سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق (خوب سچ بولنے والا) لکھ دیا جاتا ہے۔اور جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کا راستہ دکھاتا ہے۔اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب (بڑا جھوٹ بولنے والا) لکھ دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وإِذَا وعَدَ أَخْلَفَ، وإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.(بخاری ج۲ص۹۰۰)

ترجمہ: منافق کی پہچان تین چیزیں ہیں (۱) جب بولے تو جھوٹ بولے (۲) وعدہ کرے تو پورا نہ کرے (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رأیت اللیلۃ رجلین اتیا نی قالا الذی رأیت یشق شدقہ فکذاب یکذب بالکذبۃ تحمل عنہ حتی تبلغ الآفاق فیصنع بہ الی یوم القیمۃ۔

(بخاری ج ۲ ص ۹۰۰)

ترجمہ: آج رات میں نے دو شخص کو دیکھا جو میرے پاس آئے انہوں نے (تمام عجائبات دکھانے کے بعد) کہا" وہ شخص جسے آپ نے دیکھا کہ اس کا جبڑا چیرا جارہا ہے وہ جھوٹا ہے جو جھوٹی باتیں ہر جگہ پھیلاتا ہے، اسے یہ عذاب قیامت کے دن تک ہوتا رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **لن تزول قدما شاھد الزور حتی یوجب اللہ لہ النار۔**

(ابن ماجہ ص ۱۷۱)

ترجمہ: جو آدمی جھوٹی گواہی دیتا ہے (قیامت کے دن) وہ اپنی جگہ سے اس وقت تک نہیں ہلے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم واجب فرمادے گا۔

وضاحت: جو شخص جھوٹ بولتا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ کا بہت بڑا مجرم ہے۔ قرآن مقدس میں جھوٹ بولنے کی عادت ڈالنے والوں پر لعنت کی وعید آئی ہے، فرشتے بھی ایسے لوگوں پر لعنتیں بھیجتے ہیں۔ کیونکہ جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا اور بلا توبہ صادقہ جھوٹ بولنے والے کی مغفرت بھی نہیں فرماتا ہے۔ اسی طرح جو شخص جھوٹی گواہی دیکر حق بات چھپاتا ہے اور ایک مسلمان بھائی کی دل آزاری کرتا ہے وہ بھی دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہوگا۔ قیامت کے دن سخت محاسبہ ہوگا اور اس کی پاداش میں واصل جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ جہاں سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

چونکہ سچ بولنا انسان کی خوبیوں میں سے ایک بہت ہی بڑی خوبی ہے۔ جس کے سبب لوگوں میں عزت و سرخروئی، شرافت و کرامت ملتی ہے، ہر معاشرہ، ہر طبقہ میں سچ بولنے والے قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔ سچ سے نیکی کی راہیں ہموار ہوتی ہیں۔ جبکہ جھوٹ جیسے گناہ کبیرہ اور ناپسندیدہ عادت و عمل کو اپنانے سے جھوٹ بولنے والے شریعت کی نظر میں تو مجرم ہو ہی جاتے ہیں، نیز سماج کی نگاہوں میں کوئی حیثیت باقی نہیں رہ جاتی، ایسوں کی بات ناقابل اعتماد اور ناسزاوار رحمت ہوتی ہے۔ بلکہ جھوٹ تو کھلے کافروں سے بدتر قوم منافقین کی علامتوں سے ایک ہے۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل (تین کیلومیٹر) ہٹ جاتا ہے،،۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن تمام خصلتوں پر پیدا کیا جاسکتا ہے سوائے جھوٹ اور خیانت کے،،۔ (مشکوۃ ص ۴۱۳)

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''غنیۃ الطالبین،، میں لکھتے ہیں کہ جھوٹی گواہی دینے والوں کے عذاب کی کیفیت یہ ہوگی کہ ان کی زبانوں میں آنکڑے ڈال کر ان کو الٹا لٹکا دیا جائے گا، پھر ستر ہزار فرشتے ان پر کوڑے برسائیں گے یہاں تک کہ ان کے جسم پگھل جائیں گے، صرف روحیں باقی رہ جائیں گی۔

(اردو ص ۲۹۷)

انسان پر ضروری ہے کہ جھوٹ، خیانت، جھوٹی گواہی اور ان تمام ناپسندیدہ افعال و کردار، عادات و اطوار سے پرہیز کرے، تاکہ اللہ جبار و قہار کے عذاب سے نجات ملے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' تم لوگ اپنی طرف سے میرے لئے چھ چیزوں کے ضامن بن جاؤ میں تمہارے لئے جنت کا ضامن ہوں گا (سبحان اللہ!) (۱) جب بات کرو تو سچ بولو ، (۲) وعدہ کرو تو پورا کرو، (۳) امانت رکھی جائے تو ادا کرو، (۴) اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو، (۵) اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور (۶) اپنے ہاتھ (کسی پر ظلم کرنے سے) روکو،،۔

زنا اور بہتان باندھنے کی سزا:

گناہ کبیرہ اور جہنم میں والے عملوں میں ایک بڑا گناہ اور گھناؤنا فعل زنا ہے۔ جس کے بارے میں کتاب و سنت میں سخت سے سخت وعیدیں آئیں ہیں۔ زنا جیسے گناہ عظیم کا ارتکاب کرنے والے جہنم میں طرح طرح کے دردناک عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔ اور دوزخ کی دہکتی آگ کے شعلے ان پر بھڑکائے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الزناۃ یا تون تشتعل و جو ھھم نارًا (کنز العمال

ج۵ص۱۲۵)

ترجمہ: زانی (قیامت کے دن) اس طرح آئیں گے کہ ان کے چہروں سے آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے،،۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الزانی بحلیلۃ جارہ لا ینظر اللہ الیہ یوم القیمۃ ولا یزکیہ ویقول لہ ادخل النار مع الداخلین،،۔ (کنز العمال ج۵ص۱۲۴)

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو اپنے ہم سایہ کی بیوی کے ساتھ زنا کرے۔ اور نہ ہی اسے (گناہوں سے) پاک فرمائے گا۔ اور اس سے فرمائے گا کہ دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تو بھی داخل ہوجا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان السمٰوٰت السبع و الا رضین السبع والجبال لتلعن الشیخ الزانی۔ وان فروج الزناۃ لیؤذی اھل النار۔ (کنز العمال ج۵ص۱۲۵)

ترجمہ: ساتوں آسمان، ساتوں طبق زمین اور پہاڑ بوڑھے زانی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور بے شک زانی کی شرمگاہ کی بدبو سے دوسرے جہنمی کو (بھی) تکلیف ہوتی ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من رمی امۃ لم یر ھا تزنی ،جلدہ اللہ یوم القیمۃ بسو ط من نار۔ (کنز العمال ج۵ ص۱۲۵)

ترجمہ: جو شخص اپنی باندی (یا کسی عورت) پر بن دیکھے زنا کی تہمت لگائے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے آگ کے کوڑے سے مارے گا۔

وضاحت:

بڑے گناہوں میں سے ایک زنا اور بدکاری بھی ہے جو تمام گناہوں میں حتیٰ کہ کفر وشرک جیسے نا قابل عفو ودرگذر گناہ سے بھی نہایت گھناؤنا اور ناپسندیدہ فعل ہے۔ زانی دنیا میں بھی مصائب سے دو چار ہوتا ہے اور کل آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب میں مبتلا ہوگا، زجر وتوبیخ کے ساتھ داخل جہنم کا حکم ہوگا، جنت کی نعمتوں سے محروم اور عذاب نار کے سپرد ہوگا۔ اس مذموم فعل کو ہر طبقہ ومعاشرہ میں برا سمجھا جاتا ہے، ہر شخص اس حرکت سے مشتعل ہوجاتا ہے۔ جہنم میں جب آگ سے جھلس رہا ہوگا تو اس کے مقام خاص سے جو بدبو پھیلے گی اس سے دوسرے دوزخی کو بھی تکلیف پہنچے گی۔ یہ عام عورتوں کے ساتھ بدکاری کی سزا ہے تو وہ آدمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس قدر قہر وغضب کا حقدار ہوگا جو اپنے پڑوسی اور اپنے گھر کی عورتوں کے ساتھ زنا کرتا ہے کہ ایک تو حق ہمسائے گی ضائع کیا، دوسرا حدود الٰہی کو توڑا۔ یقینا ایسا آدمی بہت ہی سخت عذاب کا مستحق ہے۔ اور یہ بھی تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے جو نیک بندوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں وہ اس شخص پر لعنت بھیجتے ہیں، جو ضعف وکمزوری کے باوجود اس برے کام کا ارتکاب کرلیتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ بے زبان مخلوق پہاڑ بھی لعنت بھیجتے ہیں۔

اس سے مسلمان بوڑھوں کو خصوصی طور پر درس عبرت حاصل کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ کر اپنی زندگی کے باقی لمحات اللہ عزوجل کی عبادت وبندگی اور رسول خدا ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری اور عفت وپارسائی کی حفاظت میں گذارنا چاہئے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے دیکھا کہ حضور ﷺ رو رہے ہیں، عرض کی حضور کی آنکھوں سے یہ آنسو بہنا کیسا؟ آپ نے فرمایا ابھی ابھی جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو عذاب دینے سے حیا فرماتا ہے جو مسلمان ہوکر بوڑھا ہوا، پھر وہ شخص اللہ

تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے کیوں نہیں حیا کرتا ہے؟۔

(تنبیہ الغافلین ص ۴۴)

شریعت نے غیر شادی شدہ مرد وعورت کی دنیا میں سو کوڑے اور شادی شدہ مرد و عورت کے لئے سنگساری متعین کی ہے۔اور اگر بغیر توبہ کئے مرجائے تو آخرت میں جہنم کا دردناک عذاب۔کسی پارسا عورت پر زنا کی تہمت لگانا یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ایسا کرنے والا مردود الشہادۃ ہے۔ثبوت زنا کے لئے چار عینی مرد گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔اگر تہمت لگانے والا چار عینی گواہ پیش نہ کرسکے تو اسے اسی کوڑے لگائے جائیں تاکہ آئندہ کسی پر تہمت زنا نہ دھرے۔

شراب خور کا انجام دوزخ:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ وَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا وَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ ، وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا ، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ ، وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا ، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ ، وَإِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ رَدَغَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَمَا رَدَغَةُ الْخَبَالِ ؟ قَالَ : عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ .

(ابن ماجہ حدیث نمبر:3377)

ترجمہ: جو شراب پی کر نشہ میں دھت رہتا ہے اس کی چالیس دن تک کی نماز مقبول نہیں ہوتی ہے۔اور اگر (اسی حالت میں) مرجائے تو جہنم میں جائے گا۔اور اگر

توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اور اگر دوسری بار پھر شراب پئے گا چالیس دن تک کی نماز مقبول نہیں ہوتی ہے۔ اور اگر (اسی حالت میں) مر جائے تو جہنم میں جائے گا۔ اور اگر توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اور اگر پھر تیسری بار شراب پئے گا تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ اور اگر (اسی حالت میں) مر جائے تو جہنم میں جائے گا۔ اور اگر توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اور اگر چوتھی بار پھر شراب پئے گا تو اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ اس کو زہر آلود پانی پلائے۔ عرض کیا گیا ''اے اللہ کے رسول ﷺ! زہر آلود پانی سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا ''وہ دوزخیوں سے نچوڑا ہوا پانی ہے''۔

وضاحت:

دوزخ میں لے جانے والے عملوں میں سے ایک عمل بد شراب نوشی بھی ہے، جو تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ کفر وشرک، ہلاکتوں و بربادی میں ڈالنے اور شیاطین لعین کے ہتھکنڈوں میں سے ایک ہے۔ بغض وعدات، جنگ وجدال اور فواحش کا سرچشمہ ہے۔ شراب کی حرمت قطعی ہے اس کا منکر کافر ہے۔

جس طرح جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اسی طرح شراب نوشی بھی گناہ کبیرہ ہے، اس کا مرتکب بھی ملعون مردود ہے۔ بغیر توبہ اس گناہ کی مغفرت نہیں ہوتی ہے، برکت وعظمت والی راتوں مثلاً پندرہ شعبان کی رات، شب قدر، شب عیدین یونہی مبارک و مسعود ایام میں بھی ایسے لوگوں کی مغفرت نہیں ہوتی اور نہیں ان کی دعاء مقبول ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے پڑھا کہ شراب خوروں کی نماز بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہوتی ہے۔ اور اس کی سزا میں جہنم رسید کردیئے جاتے ہیں، دوسرے دوزخیوں کے زخموں سے بہتی ہوئی پیپ ان کو پینے کو دیا جائے گا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے دنیا میں شراب پی اللہ تعالیٰ اسے جہنمی سانپوں کا زہر پلائے گا، جس شراب کے پینے سے پہلے ہی اس کے چہرے کا گوشت گل کر برتن میں گر جائے گا، اور جب وہ اسے پئے گا تو اس کا گوشت اور کھال ادھڑ جائے گی جس سے دوسرے جہنمی کو بھی تکلیف ہوگی۔ شراب پینے والے، نکالنے والے، نچوڑنے والے، اٹھا کر لانے والے، جس کے پاس لائی گئی اور اس کی قیمت کھانے والے، سب کے سب گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کی نماز روزہ اور نہ ہی حج قبول فرمائے گا، جب تک کہ توبہ نہ کرلے۔ اور اگر بغیر توبہ کئے مرجائے تو اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ اسے شراب کے ہر گھونٹ کے بدلہ میں جہنم کی پیپ پلائے۔

مروی ہے کہ قیامت کے دن شرابی جب اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوگا تو اس حال میں ہوگا کہ نشہ میں مست ہوگا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا'' تمہارے لئے خرابی ہے، کیا پیا ہے؟ کہے گا شراب۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے اسے حرام نہیں کر دیا تھا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اسے جہنم کی آگ میں پھینک دو۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ شراب نوشی کی عادت والا شخص جنت میں نہیں جائے گا ''۔ (نسائی ج ۲ ص ۳۳۱)

حرام کھانے والوں کا انجام:

حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لیجاء یوم القیمة بقوم معهم حسنات مثال جبل تهامة، حتی اذا جئی بهم جعل الله تعالیٰ اعمالهم هباءً، ثم قذفهم النار. قال سالم بأبی و امی یا رسول الله! حل لنا هؤلاء القوم؟ قال " کانو الیصلون و یصومون و یأخذون سنة من اللیل، ولکن کانو اا

ذا عرض عليهم شئى من الحرام و ثبو ا عليه ، فا د حض الله اعمالهم .(در منثور ج٥ص١٢٢)

ترجمہ: روز قیامت کچھ ایسے لوگ بھی پیش کئے جائیں گے جن کے پاس ''تہامہ'' پہاڑ کی مانند نیکیاں ہوں گی۔جب انھیں پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے عملوں کو بکھرے ذرات میں تبدیل فرما دے گا ، پھر انہیں جہنم میں ڈال دے گا۔ حضرت سالم نے عرض کیا'' میرے ماں ، باپ حضور پر قربان! ارشاد ہو کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' یہ وہ لوگ ہوں گے جو(دنیا میں) نماز اور روز ہ کے پابند تھے، رات کو نوافل تک پڑھتے تھے۔مگر جب ان پر کوئی حرام چیز پیش کی جاتی تو اس پر ٹوٹ پڑتے ،سو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے عملوں کو باطل فرما دیا۔

وضاحت:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندوں کو رزق حلال ، پاک کمائی کا حکم فرمایا ،اس کی تر غیب اس کے مقدس رسول ﷺ نے دی اور یہی ایک مومن کا وطیرہ بھی ہے۔جو شخص حلال روزی کی طلب میں ہوتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔دارین کی سعادتوں سے بہرہ مند ہوتا ہے۔اور جو اس کے خلاف قدم اٹھاتا ہے وہ اپنی دنیا و عقبیٰ تباہ کر کے جہنم کے عذاب میں جلنے کی تیاری کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں حرام کی کمائی اور حرام کھانے سے بچائے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جو جسم حرام غذا سے پرورش پاتا ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا۔اور جو حرام سے پرورش پائے دوزخ اس کے بہت قریب ہے۔(مشکوۃ شریف ص ۲۴۲)

جو آدمی حرام غذا کھانے کا عادی ہو جاتا ہے وہ طرح طرح کی بلاؤں میں گھر جاتا ہے،اس کا کوئی عمل صالح باب اجابت تک نہیں پہنچتا ہے۔لہٰذا پاک کمائی،حلال روزی

کی عادت ڈالنی چاہئے اور حرام کمائی وغلط طریقے سے دولت بٹورنے سے بچنا چاہئے۔

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جونہایت ہی متقی و پرہیزگار، بڑے پائے کے ولی گزرے ہیں ایک مرتبہ آپ کی والدہ نے پالتو مرغ پکا کر آپ سے کھانے کو کہا تو آپ نے فرمایا ''اس مرغ نے ایک ہمسایہ کی چھت پر جا کر چند دانے کھا لئے تھے، اس لئے میں اس مرغ کا گوشت نہیں کھا سکتا،، (تذکرۃ الاولیاء ص۱۶۱)

مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ بڑی گریہ وزاری، عاجزی وانکساری کے ساتھ رب عزوجل کے حضور دعاء کر رہا ہے۔ آپ علیہ السلام دعاء کو شرف قبولیت سے نوازنے والی ذات وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے کہ مولیٰ! تو اس بندے کی دعاء کیوں نہیں قبول فرماتا؟ تو آپ کو وحی ہوئی کہ اے موسیٰ! اگر یہ شخص اتنا روئے کہ رونے کے سبب خود کو بھی ہلاک کر لے اور دعاء میں اپنا ہاتھ اٹھا کر آسمان تک لے جائے تب بھی میں اس کی دعاء قبول نہیں کروں گا۔ کیوں کے اس کے پیٹ میں حرام ہے، اس کی پشت پر اور اس کے گھر میں بھی حرام ہے۔

(مکاشفۃ القلوب)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا " يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ "(پ۱۸ ع۴)

اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (پ۲ ع۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں۔ (کنزالایمان)

گھمنڈی شخص کا انجام وٹھکانہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا یدخلُ الجنۃَ مَن کان فی قلبہ حبۃ من کِبر.
(مستدرک علی الصحیحین ج ۱ ص ۷۸)

ترجمہ: وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

وضاحت: غرور وتکبر یہ بھی نہایت قبیح و ناپسند خصلتوں اور عادتوں میں سے ہے ۔جس کی وجہ سے گھمنڈی آدمی عقاب خداوندی کا مستحق ہوتا ہے، جنت کی پر بہار نعمتیں اس پر حرام ہو جاتی ہیں ۔اگر تکبر وسرکشی میں دین حق سے تجاوز کر جائے ،خدائی کا دعویٰ کر بیٹھے جیسا کہ نمرود وفرعون نے خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے کی بجائے خود کو خدا کہلوانے لگے ۔اللہ تعالیٰ نے ان مردودوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نبیوں کو مبعوث فرمایا جنہوں نے ان کو اس سرکشی اور جھوٹے دعویٰ سے باز آنے کو کہا، مگر ان بدبختوں نے ایک نہ سنی جس کے نتیجے میں ان پر خدا کا قہر نازل ہوا اور وہ دونوں لعین جہنم کے ایندھن بنادئے گئے۔

اور جو عجز وانکساری کو اپناتا ہے اور خود کو حقیر جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے کا اقبال بام ثریا تک بلند فرما دیتا ہے۔ پس جس کو اللہ نے دولت وثروت ،قوم میں احتشام وعظمت دی ہے اسے چاہئے کہ ان پر نہ اترائے ،اپنے سے کمتر کو ذلیل وگھٹیا نہ سمجھے۔ ورنہ وہ سخت وعید وسزا کا حقدار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (المومن ۳۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر مغرور اور جابر کے تمام دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

اور ایک جگہ ارشاد فرماتا ہے:

"وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ" (سورہ ابراھیم آیت نمبر 15)

ترجمہ: جتنے سرکش اور ضدی لوگ ہیں وہ سب کے سب بے مراد ہوئے۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی لکھتے ہیں کہ:

''ظالم، سرکشوں اور متکبروں جیسے فرعون و ہامان وغیرہما پر اس طرح عذاب ہوگا کہ ان کو آگ کے صندوق میں ڈال کر مقفل کر دیا جائے گا۔ پھر ان صندوقوں کو جہنم کے سب سے نچلے حصہ میں رکھ دیا جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا'' ایسے ہر دوزخی کو ایک لمحہ میں ننانوے قسم کا عذاب دیا جائے گا۔ اور دن میں ہزار مرتبہ ان کی کھالیں تبدیل کی جائیں گی،،۔(غنیۃ الطالبین ص ۲۹۷)

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے لوگوں کے دریافت کرنے پر فرمایا'' متکبر وہ ہے جو خدا کے واسطے گردن نہ جھکائے، اور دوسرے لوگوں کو بنظر حقارت دیکھے۔ یہ دونوں خصلتیں بندے اور حق تعالی میں بڑے حجاب کا سبب ہوتی ہیں،،۔(کیمیائے سعادت)

اس طرح جو شخص تہبند، پاجامہ اور پینٹ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر از راہ تکبر چلتا ہے وہ بھی اللہ تبارک وتعالی کی نگاہ رحمت سے محروم رہے گا۔ اور جو آدمی زمین پر اکڑ کر، اترا کر چلتا ہے وہ بھی اس وعید میں داخل ہے۔ اسے چاہئے کہ مغرورانہ چال سے بچے اور ہر معاملہ میں تواضع کو اپنا دوست بنائے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا،،(بنی اسرائیل 37)

ترجمہ: اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک تو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا یہ جو کچھ گزرا ان میں کی بُری بات تیرے رب کو ناپسند ہے۔

غرور و تکبر ابلیس لعین کی پہچان ہے کیونکہ سب سے پہلے یہ گناہ اسی منحوس سے سرزد ہوا۔ جب اللہ تعالی نے حکم دیا:

إِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ۔

ترجمہ: اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کا حکم بجالاتے ہوئے تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور تکبر میں مبتلا ہو گیا۔ اللہ نے اس کے تکبر کرنے کی وجہ سے اسے جنت اور اس کی ابدی نعمتوں سے محروم کر دیا اور وہ ہمیشہ کے لئے راندۂ بارگاہ ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تکبر سے بچتے رہو کیونکہ اسی تکبر نے شیطان کو اس بات پر ابھارا تھا کہ وہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو سجدہ نہ کرے۔

(ابن عساکر، ۴۹ / ۴۰ بحوالہ تفسیر صراط الجنان)

حضرت سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: '' آدمی دوسرے لوگوں کے مقابلے میں اپنی ذات کو بلند سمجھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے تکبر کرنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے، پھر اسے وہی عذاب پہنچے گا جو تکبر کرنے والوں کو پہنچا۔

(ترمذی، کتاب البر والصلۃ ۳ / ۴۰۳، الحدیث: ۲۰۰۷ بحوالہ صراط الجنان)

دھوکہ باز بھی جہنم میں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

المكر والخديعة والخيانة في النار۔ (مستدرك ج۴ص۶۵۰)

ترجمہ: دھوکہ، فریب اور خیانت کرنے والا جہنمی ہے،،۔

وضاحت:

کسی کے ساتھ دھوکہ، مکروفریب کے ساتھ پیش آنا اسلامی نقطہ نظر سے ناجائز و حرام اور لائق عتاب وعقاب ہے۔ اس سے اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ بیزار اور خصلت منافق بدشعار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا-وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ. (البقرۃ9)

ترجمہ: فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں۔

یہ بات ہمیں نہیں بھولنی چاہئے کہ منافقین کا ٹھکانہ جہنم کا سب سے نچلا حصہ ہے جہاں کا عذاب دیگر وادیان جہنم سے زیادہ سخت ہوگا۔ ناپ تول میں کمی کرنا، بہتر چیز کے ساتھ ردی وخراب چیز ملا کر، اسی طرح دودھ میں پانی اور گھی کے ساتھ ملاوٹ کر کے فروخت کرنا بھی فریب ہے جس کا انجام برا ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''ملعون ہے وہ شخص جو کسی مؤمن کو نقصان پہنچائے یا کسی مؤمن کو دھوکہ دے،،۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۵)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا "من غش فلیس منا" جو دھوکہ دیتا ہے وہ ہم سے نہیں ہے۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۵۵)

حکایت:

بیہقی نے ابن محمود سے روایت کی کہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ ہم حج کے لئے آئے ہیں اور راستہ میں ہمارا ایک ساتھی مر گیا۔ ہم نے اس کے لئے قبر کھودی تو لحد میں ایک بھیانک سانپ بیٹھا نظر آیا۔ ہم نے وہ جگہ چھوڑ دی اور دوسری جگہ قبر کھودی۔ کیا دیکھا کہ اس قبر میں بھی وہی سانپ

بیٹھا ہے۔ پھر ہم نے تیسری جگہ قبر کھودی تو اس میں بھی وہی سانپ نظر آیا۔ ہم حیران رہ گئے اور اب آپ کے پاس آئے ہیں کہ کیا کریں؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا" تم سانپ کے پاس اسے دفن کردو"۔ خدا کی قسم اگر تم ساری زمین اس کے لئے کھودو گے تو یہ سانپ تمہیں ضرور نظر آئے گا۔ چنانچہ ہم نے اس کے لئے ایک قبر کھود کر سانپ کے پاس ہی اسے دفن کردیا۔ اور پھر واپسی پر اس کی بیوی سے اس کے حالات دریافت کئے تو پتا چلا کہ وہ آٹے کا سوداگر تھا اور آٹے میں لکڑی کا برادہ ڈال کر بیچا کرتا تھا۔
(حیٰوۃ الحیوان ج ۱ ص ۲۲)

حدیث مذکور میں ان لوگوں کے لئے بھی وعید ہے جو امانت میں خیانت کرتے ہیں۔ اور کیوں نہ ہو کہ حکم الٰہی سے روگردانی جہنم کا راستہ ہموار کردیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا" (النساء:58) کہ جس کی امانت ہے اسے واپس کرو۔

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"جو لوگ خیانت کرتے ہیں ان کو ان چیزوں کے ساتھ لایا جائے گا جن میں انہوں نے خیانت کی ہوگی۔ پھر ان کو جہنم کے دریا میں ان چیزوں کے ساتھ ڈال دیا جائے گا۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ دریا میں غوطہ (ڈبکی) لگاؤ اور ان چیزوں کو نکالو جن میں تم نے خیانت کی تھی۔ وہ دریا کی تہہ تک جائیں گے، صرف اللہ تعالیٰ کو اس کی گہرائی کا علم ہے اور کسی کو نہیں۔ وہ دریا میں غوطہ لگائیں گے اور جب سانس لینے کے لئے سر اٹھائیں گے تو ستر ہزار فرشتے لوہے کے گرز سے انہیں ماریں گے۔ یہ عذاب ان پر ہمیشہ ہوتا رہے گا (یعنی ایک دراز مدت تک جس کا علم کسی کو نہیں) (غنیۃ الطالبین ص ۲۹۷)

دھوکہ سے متعلق مزید وعیدیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ(1)الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ
(2) وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوْ وَّ زَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ(3)اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمۡ
مَّبۡعُوۡثُوۡنَ(4)لِيَوۡمٍ عَظِيۡمٍ(5)يَّوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ(6)

ترجمہ: بربادی ہے (ناپ تول میں) کمی کرنے والوں کے لئے۔ جب وہ لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔ اور جب لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو (ان کو) نقصان پہنچاتے ہیں۔ کیا وہ (اتنا) خیال بھی نہیں کرتے کہ انہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا ایک بڑے دن کے لئے۔ جس دن لوگ (جواب دہی کے لئے) کھڑے ہوں گے پروردگار عالم کے سامنے،، (المطففین ۱۔۶)

مسلمانوں کو چاہئے کہ لین دین میں مکمل عدل و انصاف کو پیش نظر رکھیں۔ اللہ عزوجل اور اس کے مقدس رسول ﷺ کے احکام اور قوانین اسلام کی پابندی کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''وَأَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَالۡمِيزَانَ بِالۡقِسۡطِ'' **(الانعام ۱۵۲)** اور پورا کرو ناپ اور تول انصاف کے ساتھ۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''وَأَوۡفُوا الۡكَيۡلَ إِذَا كِلۡتُمۡ وَزِنُوا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيمِ ۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٌ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا،، **(الاسراء ۳۵)** اور جب ناپ کرو تو پورا ناپ کرو اور بالکل صحیح ترازو سے وزن کرو۔ یہ بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے اچھا ہے۔

ایک جگہ اور ارشاد ہوا:

''وَأَقِيمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُوا الۡمِيزَانَ،، **(الرحمٰن ۹)**

ترجمہ: اور وزن کو ٹھیک رکھو انصاف کے ساتھ اور تول کو کم نہ کرو۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو کسی کو دھوکہ دیتا ہے وہ عذاب جہنم کا مستحق ہوتا ہے اور جو اس منافقانہ عادت سے بچتا ہے وہ اس دن کی رسوائی سے بچ جاتا ہے جس دن سورج بالکل

قریب ہوگا، گرمی کی شدت سے دماغ کھول رہا ہوگا، گرمی کی سختی سے اس طرح ابلیں گے جیسے ہنڈیاں ابلتی ہیں۔ جس دن کی مقدار ستر سال، بقول بعض تین سو سال اور ایک روایت کے مطابق چالیس ہزار سال اور امام مسلم کی روایت کے مطابق پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی۔ اے اللہ ہمیں اس مذموم عادت سے بچا اور تمام مسلمانوں کو بھی گندی خصلتوں سے اپنے امان میں رکھ۔ آمین!۔

والدین کی نافرمانی کا انجام جہنم ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

"مَن أصبح مطيعًا لله في والديه، أصبح له بابان مفتوحتان من الجنة وإن كان واحدًا فواحداً ۔ ومن اصبح عاصيا لله في والديه اصبح له با با ن مفتو جان من النار ان كان واحداً فواحداً. قال رجل "وان ظلماه، قال" وان ظلماه وان ظلماه وان ظلماه"۔
(مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: جس نے صبح اس حال میں کی کہ ماں باپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہا تو اس کے لئے صبح کو جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور اگر والدین میں سے ایک ہی ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ اور جس نے صبح اس حال میں کی کہ والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان بندہ رہا تو اس کے لئے صبح ہی کو جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ اگرچہ والدین ظلم کریں؟ آپ نے فرمایا "اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں"۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا:

یا رسول اللہ !ما حق الوالدین علیٰ ولدھما ؟قال" ھما جنتك و نارك"۔

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ !ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت ودوزخ ہیں۔

وضاحت:اولاد پر والدین کی اطاعت واجب ہے اور ان کی نافرمانی و دل آزاری حرام وگناہ کبیرہ ہے۔اگرچہ ماں باپ اولاد پر ظلم کریں پھر بھی اولاد پر ضروری ہے کہ ان کی اطاعت کریں ۔(والدین کو یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ اولاد پر ظلم و زیادتی کا بھی حساب ومواخذہ ہوگا،اس لئے اولاد پر شفقت کریں نہ کہ ظلم وزیادتی) والدین کی خوشنودی میں ہی رب عزوجل کی خوشنودی ہے۔اوران کی نافرمانی میں رب عزوجل کی ناراض گی و نافرمانی ہے۔تو جوشخص جنت کا حقدار ہونا چاہتا ہے اس پر والدین کی خدمت واحترام ضروری ہے۔ورنہ ان کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے نافرمان اولاد کو دوزخ کے عذاب میں مبتلا رکھے گا۔ماں باپ کی تعظیم وتوقیر سے دنیا و آخرت کی سر بلندیاں حاصل ہوتی ہیں ، ولایت کا اعلیٰ مقام،دنیا کی تاجوری،عقبیٰ کی سرخروئی سب والدین کی اطاعت سے ملتے ہیں۔قرآن میں جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کا حکم ہے وہیں ماں باپ کی اطاعت اورحسن سلوک کا بھی حکم ہے۔چنانچہ ارشاد ہوا:

"وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا۔ (پ۱۵ع ۳)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک۔ اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اف نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا۔ اور ان سے عزت کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھادے نرم دلی سے۔

ایک جگہ اور ارشاد ہوا:

وَ وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسٰنًا-حَمَلَتْهُ أُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا (پ۲۶ ع۲)

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے۔

ماں کا درجہ باپ سے بھی زیادہ ہے۔ کتنی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھتی ہے اور وقت ولادت کتنی تکلیف ہوتی ہے اس کا اندازہ اور احساس تو صرف ایک ماں ہی کو ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلام نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بڑی سختی سے حکم دیا اور ان کے نافرمانوں کو جہنم کی دہکتی آگ میں داخل کئے جانے کی وعید سنائی۔

پس ضروری ہے ہر اولاد پر کہ اپنی صبح و شام والدین کی اطاعت میں گزارے تا کہ رب عزوجل کی خوشنودی حاصل ہو اور اس کے دردناک عذاب سے نجات پائے۔

نافرمان بیوی کا انجام:

حضرت ابورجاء عطاردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اطلعت فی الجنة فرأیت اکثر اهلها الفقراء ۔ و اطلعت فی النار فرأیت اکثر اهلها النساء۔

(بخاری ج ۲ ص ۹۶۹، ترمذی شریف ج ۲ ص ۸۷)

ترجمہ: میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا کہ اس میں زیادہ تر غرباء ہیں۔ اور جب جہنم میں جھانکا تو اس میں زیادہ تر عورتوں ہی کو پایا۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایما امرأة سألت زوجها طلاقا فی غیر ما بأس فحرام علیها رائحة الجنة۔ (ابوداؤد ص ۳۸۰ مطبوعہ بیروت، مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۳)

ترجمہ: جو عورت بلا وجہ اپنے شوہر سے طلاق مانگے اس پر جنت کی مہک حرام ہے۔

وضاحت:

بخاری کی دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ سرکار کے اس فرمان پر کہ میں نے دوزخ میں زیادہ تر عورتوں کو دیکھا تو عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دوزخ میں عورتوں کی کثرت کی وجہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ''عورتیں کثرت سے لعنت کرتی ہیں اور اپنے شوہروں کی نافرمانی کرتی ہیں۔ یعنی جو انہیں زندگی گزر بسر کرنے میں مدد کرتا ہے اس کا شکر ادا کرنے کی بجائے ناشکری کرتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ احسان و بھلائی کا صلہ شکر و دعاء کی صورت میں نہ دے کر الٹے لعن وطعن کرے تو ضرور ایسی عورت پر اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسٰنِ إِلَّا الْإِحْسٰنُ" (الرحمن) احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۷) جو لوگوں کا ناشکرا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ناشکرا ہے۔

لہٰذا عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے شوہروں کی اطاعت و دلجوئی میں کوئی کسر نہ رکھیں، ان کی رضا کے بغیر کوئی کام نہ کریں، ان پر لعن وطعن کے لئے کمر بستہ نہ رہیں کہ ان کی اطاعت میں جنت اور حکم عدولی و دل آزاری میں جہنم ہے۔ جو وہ دیں اس پر

راضی رہیں، ان کی طاقت ووسعت سے زیادہ کا مطالبہ نہ کریں اور سب سے اچھی بات یہ کہ صبر کریں۔ شوہر کے مقام و مرتبہ کا اندازہ اس حدیث سے لگائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر خدا کے سوا کسی اور کا سجدہ کرنا شریعت میں روا ہوتا تو میں پہلے عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کا سجدہ کریں،،۔

(مشکوۃ شریف ص ۲۸۱، ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۱۹)

شریعت مطہرہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ تاہم عورت پر شوہر کی اطاعت واجب ہے۔ اب جو عورت اپنے شوہر کو زبان وفعل سے جس طرح بھی تکلیف پہنچاتی ہے وہ اس حدیث کو پڑھے اور سنے اور خوب غور کرے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں عورتوں کی ایک جماعت کے پاس گزرا، جن کے چہروں کو سیاہ اور آنکھوں کو نیلا کر دیا گیا تھا۔ آگ کے کپڑے ان کو پہنائے ہوئے تھے۔ فرشتے ان کو آگ کے گرزوں سے مار رہے تھے، وہ کتیوں کی طرح آواز نکالتی تھیں۔ جبریل نے بتایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے خاوند کو ناراض کیا،،۔ (معارج النبوۃ)

اللہ جل شانہ فرماتا ہے "اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ۔ مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ مگر آج معاشرہ کی عورتوں کی حالت بالکل ناگفتہ بہ ہے، شوہروں پر ناجائز اشیاء خریدنے پر دباؤ ڈالتی ہیں۔ اگر ان کی یہ خواہش پوری نہ کی جائے تو فوراً طلاق کا مطالبہ کر بیٹھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی عورتوں کو ہدایت دے۔ ایسی عورتیں حدیث مذکور میں وعید کی حقدار اور جنت کی نعمتوں سے نامراد کر دی جاتی ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:
''جب کبھی کوئی عورت اپنے شوہر کو ایذا دیتی ہے تو حور عین میں سے وہ حور جو آخرت میں اس مرد کی بیوی ہوگی اس عورت سے کہتی ہے'' خدا تجھے ہلاک کرے، اس کو دکھ نہ دے

یہ تو تیرے پاس مہمان ہے، عنقریب تجھ سے جدا ہو کر میرے پاس آجائے گا،،۔
(مشکوٰۃ شریف ص۲۸۱)

بیوی کے ساتھ حسن سلوک کا حکم:

یہ تو صحیح ہے کہ بیویوں کا اپنے شوہروں کی نافرمانی ایسا گناہ ہے جس سے جہنم کا عذاب حلال ہو جاتا ہے، مگر شوہروں کو بھی یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ جس طرح عورتوں پر اپنے شوہروں کی اطاعت کا حکم ہے اسی طرح مردوں پر بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے حقوق کا خیال رکھیں، ان کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آئیں، ان پر زیادتی نہ کریں اور نہ انہیں ذلیل ورسوا کریں اور نہ گالی دیں۔ نیز یہ یاد رکھیں کہ بیویوں پر ظلم وزیادتی کرنا، انہیں اذیت دینا، ستانا یہ شرعا درست نہیں بلکہ گناہ کا کے کام ہیں اور قیامت میں ان ناپسندیدہ عملوں پر بھی گرفت ہوگی۔ اس لئے مردوں کو چاہئے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ خیر خواہی، حسن سلوک اور محبت ونرمی سے پیش آئیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ۔

(مشکوٰۃ جلد2 ص281، باب عشرۃ النساء، ترمذی ج2 ص323)

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے سب سے اچھے ہوں اور میں اپنے گھر والوں کے حق میں سب سے بہتر ہوں۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أكمل المؤمنين إيمانًا أحسنهم خلقًا، وخياركم خياركم لنسائهم (مشكوٰة شريف ج2ص282، باب عشرة النساء)

ترجمہ: کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنی عورتوں کی نظر میں اچھے ہوں۔ (بیویوں کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ

پیش آئیں۔)

ایک اور حدیث مبارک میں ہے:

لا یفرك مؤمن مؤمنةً إن كره منها خُلقًا رضی منها آخر۔

(مشکوٰۃ جلد2 ص282، باب عشرۃ النساء)

ترجمہ: کوئی مسلمان مرد کسی مسلمان عورت سے بغض نہ رکھے، اگر اس کی نظر میں اس عورت کی کوئی عادت ناپسند ہوگی تو دوسری ایسی عادت ضرور ہوگی جو اچھی ہوگی بھی ہوگی۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے حوالے کیا خوبصورت پیغام دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا، حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ۔

(بخاری کتاب الجنائز: 1295)

ترجمہ: اگر تو اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہوگا کہ محتاجی میں انہیں اس طرح چھوڑ کر جائے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اور جو کچھ بھی تم اللہ کی رضا کی نیت سے خرچ کروگے تو اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا۔ حتیٰ کہ اس لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو۔

سبحان اللہ! کیا پیار بھرا فرمان رسالت مآب ہے، اگر مرد اس نصیحت و فرمان عالیشان پر عمل کرنے لگیں تو گھر کے تنازعات اور اور میاں بیوی کے بیچ ہونے والے جھگڑے ختم ہوجائیں۔ مگر کچھ لوگ خود تو پیٹ بھر کر کھالیتے ہیں اور اگر گھر میں نہ ہو تو باہر جا کر شکم سیر ہو کر ڈکار تو لے لیتے ہیں مگر اپنی بیویوں کا خیال نہیں رکھتے اور نہ ان کی فکر کرتے ہیں کہ انہوں نے کھایا یا نہیں۔ خود اچھے کپڑے پہن کر ڈیل ڈول کے ساتھ

دوستوں کے ساتھ گھومتے ہیں اور بیویوں کو بھول جاتے ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

اَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ۔

(ترمذی حدیث:1166)

حضور ﷺ کی سیرت پاک میں یہ بات کہیں نہیں ملتی کہ آپ نے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ زیادتی کے ساتھ پیش آئے ہوں، یا کبھی انہیں مارا پیٹا ہو، ہاں کچھ ناراضگی کی بات ضرور ہے مگر اس میں بھی ازواج مطہرات کے لئے پیار ہی جھلکتا ہے۔ اس لئے ہم اس حیثیت سے بھی حضور ﷺ کی سیرت کی پیروی کریں کہ ہم آپ ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے ہیں۔ اگر اس طرح ہم ازدواجی زندگی کو حضور ﷺ کی سیرت کے سانچے میں ڈھال لیتے ہیں تو ہماری زندگی بھی اور گھر بار بھی برکتوں اور رحمتوں کا گہوارہ بن جائیں۔

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور رحمت عالم ﷺ نے ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا اسی کا ایک حصہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ. (صحیح مسلم کتاب الحج حدیث نمبر 2950)

ترجمہ: تم لوگ عورتوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اس لیے کہ ان کو تم نے اللہ کی امان سے لیا ہے اور تم نے ان کے ستر کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ سے حلال کیا ہے اور تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ تمہارے بچھونے پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں (یعنی تمہارے گھر میں) جس کا آنا تم کو ناگوار ہو۔ پھر اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسے مارو کہ ان کو سخت چوٹ نہ لگے (یعنی ہڈی وغیرہ نہ ٹوٹے، کوئی عضو ضائع نہ ہو۔ حسن صورت میں فرق نہ آئے کہ تمہاری کھیتی اجڑ جائے) اور ان کا حق تمہارے اوپر اتنا ہے کہ ان

سامان گذر بسر اور پہننے کے لباس بھلائی کے ساتھ انہیں دیتے رہو۔
اور ایک حدیث پاک میں پیغمبر لولاک ﷺ نے فرمایا:
لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمْ اِمْرَاَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِيْ آخِرِ الْيَوْمِ۔
(صحیح بخاری حدیث نمبر 5204)
تم میں کوئی شخص اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح نہ مارے کہ پھر دن کے آخری حصہ میں اس سے ہمبستر ہوگا۔
اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص دن میں اپنی بیوی پر اس قدر ظلم و زیادتی کرے کہ غلاموں کی طرح مارے اور پھر رات میں اسی بیوی کے ساتھ رات گذارے، یہ کس قدر گری ہوئی بات ہے اور پھر غلاموں کی طرح بیوی کو مارنے والا شخص کس منہ سے اپنی بیوی کے پاس ہم بستر ہوگا۔ اس لئے بیوی کو باندی نہ سمجھا جائے بلکہ اسے سکون دل و جاں بیوی سمجھے اور اس کے ساتھ قرآن کے مطابق حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے۔ ارشاد الٰہی ہے:
عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النسآء: 19)
ترجمہ: اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے گزر بسر کرو۔
سورہ نسا آیت نمبر 19 میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمانہ جاہلیت میں عورتوں کے ساتھ کی جانے والی زیادتیوں کا ذکر فرمایا ہے اور پھر حکم دیا ہے مردوں کو کہ وہ عورتوں کے ساتھ ظلم نہ کریں بلکہ حسن سلوک کا معاملہ اختیار کریں۔ اسی آیت کے تحت ایک خوبصورت تجزیہ صاحب تفسیر صراط الجنان نے کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:
''یہاں جو حالات زمانۂ جاہلیت کے بیان کئے جا رہے ہیں ان پر غور کریں کہ کیا انہی حالات پر اس وقت ہمارا معاشرہ نہیں چل رہا۔ بیویوں کو تنگ کرنا، جبری طور پر

مہر معاف کروانا، ان کے حقوق ادا نہ کرنا، ذہنی اذیتیں دینا، کبھی عورت کو اس کے ماں باپ کے گھر بٹھا دینا اور کبھی اپنے گھر میں رکھ کر بات چیت بند کر دینا، دوسروں کے سامنے ڈانٹ ڈپٹ کرنا، لتاڑنا، جھاڑنا وغیرہ۔ عورت بیچاری شوہر کے پیچھے پیچھے پھر رہی ہوتی ہے اور شوہر صاحب فرعون بنے آگے آگے جا رہے ہوتے ہیں، عورت کے گھر والوں سے صراحتاً یا بیوی کے ذریعے نت نئے مطالبے کئے جاتے ہیں، کبھی کچھ دلانے اور کبھی کچھ دلانے کا۔ الغرض ظلم و ستم کی وہ کون سی صورت ہے جو ہمارے گھروں میں نہیں پائی جا رہی۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کرے کہ قرآن کی یہ آیتیں ان لوگوں کو سمجھ آ جائیں اور وہ اپنی اس بری رَوِش سے باز آ جائیں۔ نیز ان آیات کی روشنی میں وہ لوگ بھی کچھ غور کریں جو اسلام سے شرمندہ شرمندہ سے رہتے ہیں اور ڈھکے چھپے الفاظ میں کہتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں پر بہت سختیاں ہیں۔ وہ دیکھیں کہ اسلام میں عورتوں پر سختیاں کی گئی ہیں یا انہیں سختیوں سے نجات دلائی گئی ہے؟

ہمسایہ کو تکلیف دینے کا وبال:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ"

(مسلم شریف ج ۱ ص ۵۰، المستدرک ج ۱ ص ۵۴)

ترجمہ: وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہو۔

وضاحت:

ایک انسان کا دوسرے انسان پر کئی طرح کے حقوق ہوتے ہیں۔ قرابت و تعلق کی بناء پر، قرابت اسلامی اور رشتہ ایمانی کے سبب بھی حقوق ہوتے ہیں۔ اسلام نے ہر ایک کے حقوق کی پاسداری کا حکم دیا ہے۔ انہیں حقوق میں سے ایک حق ہمسائے کی بھی ہے۔ اگر انسان اپنے ہمسایہ کا حق ادا کرتا ہے تو آخرت میں جنتی ہوتا ہے۔ اور اگر اس

کے خلاف کرتا ہے، پڑوسی کو ستاتا ہے، بدسلوکی سے پیش آتا ہے تو ایسا آدمی دوزخیوں کے صف میں کھڑا کیا جائے گا، قیامت کے دن اس سے سخت محاسبہ ہوگا۔اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آئیں، انہیں تکلیف نہ دیں، انہیں پریشاں دیکھ کر ان کی پریشانیوں کو دور کرنے کی قدرت بھر کوشش کریں۔حضور علیہ السلام نے فرمایا ''سارے مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں، اگر ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو دوسرے حصہ کو بھی تکلیف پہنچتی ہے،،۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' حضرت جبرئیل علیہ السلام پڑوسی کے لئے مجھے برابر نصیحت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ میرا وارث نہ بنا دیا جائے،، (مشکوۃ شریف ص ۴۲۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے،، (بخاری شریف)

حکایت:

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فراغت حج کے بعد بیت اللہ میں سو گئے۔خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے باہم باتیں کر رہے ہیں۔ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ اس سال کتنے لوگ حج میں شریک ہوئے؟ اور کتنے لوگوں کا حج مقبول ہوا؟ دوسرے نے جواب دیا کہ چھ لاکھ لوگوں نے حج ادا کیا۔لیکن ایک فرد کا بھی حج قبول نہیں ہوا۔مگر دمشق کا ایک موچی جو حج میں شریک تو نہیں ہوا لیکن خدا نے اس کا حج قبول فرما کر اس کے طفیل میں سب کا حج قبول کر لیا۔یہ خواب دیکھ کر حضرت عبداللہ بن مبارک بیداری کے بعد موچی سے ملاقات کرنے دمشق پہنچے۔اور ملاقات کے بعد جب اس کا نام ونسب دریافت کر کے حج کا واقعہ دریافت کیا، تو اس نے اپنا نام و

پیشہ بیان کرنے کے بعد جب آپ کا نام پوچھا تو آپ نے بتا دیا کہ میں عبداللہ بن مبارک ہوں۔ یہ سنتے ہی وہ چیخ مار کر بیہوش ہو گیا۔ اور ہوش میں آنے کے بعد اس طرح اپنا واقعہ بیان کیا کہ بہت عرصہ سے میرے دل میں حج کی تمنا تھی۔ اور میں نے اس نیت سے تین سو درہم بھی جمع کر لئے تھے۔ لیکن ایک دن میرے پڑوسی کے یہاں کھانا پکنے کی خوشبو آئی تو میری بیوی نے کہا کہ اس کے یہاں سے تم بھی مانگ لاؤ، تا کہ ہم بھی کھالیں۔ چنانچہ میں نے اسے جا کر کہا کہ آج آپ نے جو کچھ پکایا ہے ہمیں بھی عنایت کریں۔ لیکن اس نے کہا کہ وہ کھانا آپ کے کھانے کا نہیں۔ کیوں کہ سات دن سے میں اور میرے اہل وعیال فاقہ کشی میں مبتلا تھے۔ تو میں نے گدھے کا گوشت پکالیا ہے۔ یہ سن کر میں خوف خداوندی سے لرز گیا اور اپنی تمام جمع شدہ رقم اس کے حوالہ کر کے یہ تصور کر لیا کہ ایک مسلمان کی امداد میرے حج کے برابر ہے۔ حضرت عبداللہ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا کہ فرشتوں نے خواب میں واقعی سچ بات کہی تھی اور خدائے تعالیٰ حقیقۃً قضاوقدر کا مالک ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۱۲)

سبحان اللہ! یہ ہمدردی، اخوت و بھائی چارگی کی تڑپ اور ہمسایہ کے لئے ایثار و قربانی کا جذبہ کہ برسوں سے دل میں حج کرنے، خانہ کعبہ کی زیارت، مقامات مقدسہ پر حاضری کی امنگیں انگڑائیاں لے رہی ہیں مگر یہ سب کچھ بھوکے پڑوسی کے لئے قربان کر دیتے ہیں اور انعام میں اللہ عزوجل کی جانب سے حج کئے بغیر بھی حج مبرور کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ مونس و غمخوار امت کا غمخوار امتی کے طفیل تمام حجاج کرام کا حج بھی شرف قبولیت سے باریاب ہو جاتا ہے۔

مگر آج مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ اپنے پڑوسیوں پر ظلم کرتے ہیں، انہیں تکلیف دینے میں خوشی محسوس کرتے ہیں، پڑوسی بھوکے پیاسے رہتے ہیں، ان کے بچے بھوک سے تڑپ رہے ہوتے ہیں مگر ان کا ایک ذرہ خیال تک ہم نہیں کرتے اور نہ

ان کی فکر۔ یہ حالت تو گاؤں، محلہ اور شہری سطح پر ہے۔ حکومتی سطح پر دیکھیں تو یہی دیکھئے غزہ و فلسطین کے مسلمانوں پر اسرائیلی دہشت گرد کس طرح ظلم و زیادتی کر رہے ہیں، ان کا قتل عام ہو رہا ہے، ان کے گھروں پر بم برسائے جا رہے ہیں اور وہاں کے مسلمان بے بس اور غیر محفوظ پناہ گاہوں میں زندگی گذارنے پر مجبور ہیں، جہاں وہ دانہ دانہ اور بوند بوند پانی کے لئے ترس اور تڑپ رہے ہیں۔ اور دوسری طرف مسلم ممالک اور ان کے حکمران و سربراہان عیش و مستی میں مگن ہیں، زبانوں پر خاموشی کا تالا لگائے ہوئے ہیں۔

غیبت و چغل خوری کی سزا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لما عُرِجَ بِی مَرَرْتُ بقوم لهم أظْفَارٌ من نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُم فقلت: مَنْ هؤُلاءِ يا جِبْرِيل؟ قال: هؤلاء الذين يَأكُلُونَ لحُومَ الناس، ويَقَعُونَ فی أعْرَاضِهِم۔

(ابوداؤد ص ۶۶۹، کنز العمال ج ۴ ص ۵ ۲۳، مشکوۃ شریف ص ۴۲۹)

ترجمہ: معراج کی رات میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے اور ان کی آبروریزی کیا کرتے تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ" (ابو داؤد ص ۶۶۸)

ترجمہ: چغلخور جنت میں نہیں جائے گا۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ لِسَانَانِ مِنْ نَّارٍ يَوْمَ

الْقِیَامَةِ.

(سنن ابی داؤد، الحدیث ۴۸۷۳، ص۱۵۸۱)

ترجمہ: جو شخص دنیا میں دو چہروں والا ہو بروزِ قیامت اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

وضاحت:

غیبت، چغلی اور مسلمان بھائی کی ہتک عزت کرنا بھی شریعت کی نظر میں بڑا گناہ ہے اور جہنم میں لے جانے والے عملوں میں سے ہے۔

غیبت و چغلخوری کرنا اسلام میں حرام ہے اور جو اسے حلال جان کر مسلمانوں میں جدائی ڈالے گا وہ کافر ہے۔ اور اگر حلال نہیں جانتا مگر پھر بھی آپس میں ایک دوسرے کو لڑاتا ہے، معاشرہ میں فساد وانتشار برپا کرتا ہے وہ بے اعتبار و غیر معتمد ہو جاتا ہے۔ ایسوں کی شہادت مردود قرار پائی ہے۔ ایسا آدمی اپنی آخرت کو برباد کرتا ہے اور دوزخ کی راہیں ہموار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کو ہدایت دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ (الحجرات ۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: ''تم قیامت کے دن بدترین لوگوں میں دو منہ والے کو پاؤ گے۔ جو ان کے پاس اور منہ سے جائیں اور ان کے پاس اور منہ سے،،۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''کسی مسلمان کے حق میں چغلخور کی بات کا اعتبار نہ کرے۔ کیوں کہ اعتبار عادل کی بات کا ہوتا ہے اور چغلخور فاسق ہے،،۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل دوزخ پر ایک خارش (کھجلاہٹ) مسلط کر دے گا۔ تو اس قدر اپنے جسموں کو نوچیں گے کہ ہڈیاں ننگی ہو جائیں گی۔ پھر ایک منادی ندا کرے گا ''بتاؤ اس خارش کی تکلیف کیسی ہے؟ اہل دوزخ کہیں گے یہ بہت سخت عذاب کی چیز ہے۔ فرشتے کہیں گے کہ یہ اس وجہ سے ہے کہ تم لوگ دنیا میں مسلمانوں کو اذیت اور تکلیف دیا کرتے تھے،،۔ (کیمائے سعادت)

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے ان لوگوں کے گروہ، جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی چھپی ہوئی باتوں کی ٹٹول نہ کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹٹول کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی پوشیدہ چیز کی ٹٹول کرے (یعنی اسے ظاہر کر دے) گا اور جس کی اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) ٹٹول کرے گا (یعنی عیب ظاہر کرے گا) اس کو رسوا کر دے گا، اگرچہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو۔

(ابوداؤد، ۴ / ۳۵۴، الحدیث: ۴۸۸۰ بحوالہ صراط الجنان)

حضرت ابو سعید اور حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''غیبت زِنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، غیبت زنا سے زیادہ سخت کیسے ہے؟ ارشاد فرمایا ''مرد زِنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنے والے کی تب تک مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ معاف نہ کر دے جس

کی غیبت کی ہے۔

(شعب الایمان، ۵ / ۳۰۶، الحدیث: ۶۷۴۱ بحوالہ تفسیر صراط الجنان)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا اس کے پاس قیامت کے دن اس کے بھائی کا گوشت لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا تم جس طرح دنیا میں اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتے تھے اب زندہ کا گوشت کھاؤ وہ چیخ مارتا ہوا اور منہ بگاڑتا ہوا کھائے گا۔

(معجم الاوسط، ۱ / ۴۵۰، الحدیث: ۱۶۵۶ بحوالہ صراط الجنان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعَالٰی عنہم نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی زیادہ جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا ''تم اپنے بھائی کا وہ عیب بیان کرو جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کی گئی: اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جسے میں بیان کرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: تم جو عیب بیان کر رہے ہو اگر وہ اس میں موجود ہو جب ہی تو وہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہیں ہے تو پھر وہ بہتان ہے۔

(مسلم، کتاب البرّ والصلۃ والآداب ص ۱۳۹۷، بحوالہ صراط الجنان)

مگر شومیِ قسمت کہ غیبت جیسی بیماری ہمارے معاشرے میں ایسے پھیل چکی ہے کہ غیبت کرنے والوں کو اس کا احساس تک نہیں۔ اور سب سے زیادہ بیماری تو اہل علم میں اس وقت پائی جاتی ہے الا ماشاء اللہ۔ اگر کہہ دیا جائے کہ یہ غیبت ہے تو اس پر تاویلیں پیش کر کے جواز کی صورتیں نکال لیتے ہیں (معاذ اللہ) کچھ لوگ تو اپنی کتابوں میں سنی علما کی غیبت و عیب جوئی کرتے ہیں اور ایک ذرہ حیا نہیں کرتے۔ اور بعض

اوقات محض غلط فہمی کی وجہ سے بدگمانی کرنے لگتے ہیں اور پھر اسے بنیاد بنا کر اہل علم کی عیب جوئی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں :

مسلمان پر بدگمانی خود حرام ہے جب تک ثبوتِ شرعی نہ ہو۔

(فتاوی رضویہ، ۶ /۴۸۶)

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تعالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں :

بے شک مسلمان پر بدگمانی حرام ہے مگر جبکہ کسی قرینہ سے اس کا ایسا ہونا ثابت ہوتا ہو (جیسا اس کے بارے میں گمان کیا) تو اب حرام نہیں ،مثلاً کسی کو (شراب بنانے کی) بھٹی میں آتے جاتے دیکھ کر اسے شراب خور گمان کیا تو اِس کا قصور نہیں (بلکہ بھٹی میں آنے جانے والے کا قصور ہے کیونکہ) اُس نے موضعِ تہمت (یعنی تہمت لگنے کی جگہ) سے کیوں اِجتناب نہ کیا۔ (فتاوی امجدیہ، ۱/ ۱۲۳)

حصول علم کا غلط مقصد اور علم چھپانے کا انجام:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من تعلم العلم ليباهي به العلماء و يماري به السفهاء و يصرف به وجوه الناس اليه ادخله الله جهنم.(ابن ماجه ص۲۳)

ترجمہ: جو علماء پر فخر کرنے ،جہلاء سے جھگڑنے اور اپنی طرف لوگوں کو مائل کرنے کے لئے علم حاصل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل فرمائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سُئِلَ عن عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ يوم القيامةِ بِلِجَامٍ مِنْ نارٍ .
(ابن ماجہ ص ۲۳)

ترجمہ: جس کسی سے علم کے بارے میں کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپایا تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

وضاحت:

انسان بہت سی صفتوں اور محاسن سے لبریز ہوتا ہے۔ مگر جو امتیازی شان، بلندئی مرتبہ، قدر و منزلت اور دارین کی وجاہت و شرافت علم سے حاصل ہوتی ہے وہ خصوصیات دیگر سے میسر نہیں ہوتی۔ علم ایک ایسی دولت ہے جس سے معرفت خداوندی، قرب حضور الٰہی کی سرفرازیاں ملتی ہیں۔ **العلم صفة يصير الجاهل بها عالماً**۔ "علم ایک ایسی صفت ہے جس کے ذریعہ جاہل عالم بن جاتا ہے۔ لیکن عالم سے طالب اسی وقت نفع اندوز ہوسکتا ہے جب اس کا عمل اس کے موافق ہو، حصول علم میں مقصد بہتر ہو، عوام کو اس سے فائدہ ہو، عوام کو حلت و حرمت کے مسائل بتائیں، ان کی صحیح رہنمائی کریں۔

علوم انبیاء علیہم السلام کے وارثین و نائبین علمائے امت ہی ہیں۔ لہٰذا ان پر ضروری ہے کہ پوری ذمہ داری کے ساتھ اس نیابت کو انجام دیں۔ عوام کے عقائد و اعمال کی اصلاح کریں تا کہ وہ بدعقیدگی اور گناہوں سے بچیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کا سحاب رحمت نازل ہو۔ لیکن اگر علماء خود بدعملی کے شکار ہو جائیں، ان کے اقوال و افعال میں تضاد پایا جائے، عوام سے داد و دہش کے متوقع ہو جائیں اور عوام کی اصلاح کی بجائے ان کی نظر لوگوں کی جیب پر ہو اور جس علوم انبیاء کے وہ وارثین ٹھہرے انہیں دنیا اور مال و زر بٹورنے کا ذریعہ بنالیں تو ایسوں پر اللہ کی رحمت نہیں اس کا عذاب نازل ہوگا اور ایسے علماء سوء کو ہی مذکورہ حدیثوں میں جہنم کی وعید کی بشارت دی گئی۔ ایسوں کو ہی قیامت میں دوزخ کی آگ کی لگام پہنائی جائے گی ۔ لہٰذا علم کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے کہ علم و عمل دونوں باہم لازم و ملزوم ہیں کہ علم کے بغیر عمل رائیگاں اور عمل کے بغیر علم بے سود۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا" المتعبد بلا فقه کالحمار فی طاحونة"
بے علم عبادت گذار اس گدھے کی طرح ہے جو آٹے کی چکی سے بندھا ہو۔

(کشف المحجوب)

اس کے برعکس جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے علم دین حاصل کرتا ہے اور اسی نیت کے ساتھ سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتا ہے اس پر رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، جنت کا راستہ طے کرنے والا شمار ہوتا ہے، فرشتے اس کے قدموں کے نیچے اپنے نورانی پر بچھا دیتے ہیں۔ ہر مخلوق دعائے مغفرت کرتی ہیں۔

رسول اقدس ﷺ نے فرمایا'' جو طالب علم کسی عالم کے دروازے پر آتا جاتا ہے تو اس کے ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ ایک سال کی عبادت لکھتا ہے، اور ہر قدم کے بدلے اس کے لئے جنت میں ایک شہر تعمیر فرماتا ہے۔ وہ طالب علم زمین پر چلتا ہے اور زمین اس کی مغفرت کی دعاء کرتی ہے۔ اور وہ صبح وشام اس حال میں کرتا ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے،،۔

(روح البیان ج ا ص ۱۰۵)

خلاصہ یہ ہے کہ علم دین کے حصول میں خلوص اور خدمت دین کا جذبہ کارفرما ہو، تواضع وانکساری پیدا ہو اور تکبر ونخوت کی بلائیں دور ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں'' اے لوگو! تم تکبر کرنے والے عالموں میں داخل نہ ہونا،، اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارا علم تمہاری جہالت سے مقابلہ نہ کر سکے گا،، (کیمیائے سعادت)

علم چندانکہ بیشتر خوانی
چوں در تو عمل نیست نادانی

علمائے سوء اور بے عمل واعظ کا عذاب:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ، فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ، فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عليه فيقولون: أَيْ فُلَانُ، ما شَأْنُكَ؟ أليس كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعروفِ وتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟! قالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعروفِ وَلَا آتِيهِ، وأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وآتِيهِ. (مسلم : ۴۱۲/۲)

ترجمہ: قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ آگ میں اس کی انتڑیاں نکل پڑیں گی۔ وہ جہنم میں چکر کاٹے گا جیسا گدھا چکی کے گرد چکر لگاتا ہے۔ جہنمی اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے ''اے فلاں! کیا بات ہے؟ کیا آپ ہمیں نیکی کا حکم اور برائی سے منع نہیں کرتے تھے؟ وہ کہے گا ''میں تمہیں نیکی کا حکم دیتا تو تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا اور برائی سے تو روکتا تھا لیکن خود نہیں رکتا تھا''۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَرَرْتُ ليلةَ أُسرِيَ بِي على قومٍ تُقرَضُ شِفاهُهم بمَقارِيضَ مِن نارٍ، قلتُ: ما هؤلاء؟ قال: هؤلاء خُطباءُ مِن أهلِ الدُّنيا، كانوا يَأْمُرونَ النَّاسَ بالبِرِّ، ويَنسَوْنَ أنفُسَهم وهُم يَتلونَ الكِتابَ.

(مسند احمد حدیث نمبر 12856)

ترجمہ: معراج کی رات میرا گذر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا، جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی امت کے واعظ ہیں، جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور خود کو بھلا بیٹھتے، جبکہ یہ لوگ قرآن کی تلاوت کرتے۔

وضاحت:

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا کہ علم دین کے حصول میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے سوا دنیاوی ہوا و ہوس اور حصول سیم و زر قطعی نہ ہو۔ نیز علماء و واعظین کو چاہئے کہ علم کے موافق عمل کریں۔ایسا نہ ہو کہ عوام کو بھلائی کا حکم دیں، برائیوں سے روکیں اور خود بھلائی سے رک جائیں اور گناہ کے کاموں میں مبتلا ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ "

کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلا بیٹھتے ہو جبکہ تم علم والے ہو۔

ایک جگہ اور ارشاد ہوا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۔ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۔ (الصف :2-3)

ترجمہ: اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کتنی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔ (کنزالایمان)

ان ہی علماء بدعمل اور بے عمل واعظین کے حق میں جن کی تقریر بڑی مقفیٰ و مسجع ہوتی ہے جس سے عوام میں واہ واہی، موٹے موٹے نذرانے حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے ،احادیث میں عذاب الیم کی وعیدیں ہیں۔قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جس نے علم کے مطابق عمل نہیں کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ علماء بد چھلنی کے مانند ہیں کہ اس سے آٹا باہر کرتا ہے اور بھوسی اندر ہی رہ جاتی ہے۔یہی حال علماء بد کا ہے کہ یہ لوگ بھی حکمت کی باتیں کرتے ہیں اور جو کچھ برے اخلاق اور بری عادتیں ہیں وہ ان کے دل میں رہ جاتی ہیں،، وہ

شخص جس کا دل ناپاک ہے اور اپنا ظاہر آراستہ و پیراستہ رکھتا ہے، اس کی مثال اس پائخانہ کی ہوگی جس پر باہر سے چونا کیا گیا ہے اور اندر نجاست بھری ہے۔ یا ایسی آراستہ قبر کی طرح کہ بظاہر اس کو سنوارا گیا ہو اور اندر مردہ لاش پڑی ہو۔ یا اس اندھیرے گھر کی طرح ہے جس کے پیچھے چراغ جلتا ہو،، (کیمائے سعادت)

علماء، واعظین اور خطباء حضرات کیلئے ضروری ہے کہ جو نصیحت لوگوں سے کرنا چاہتے ہیں، جو باتیں ان تک پہنچانا چاہتے ہیں پہلے خود ان پر عمل کریں پھر دوسروں کو عمل کی دعوت دیں۔ نیز واعظ خطابت میں اس امر کا نہایت سختی سے خیال رکھیں کہ اپنی طرف سے کوئی جھوٹی بات گڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف غلط منسوب نہ کریں کہ ایسا کرنا سخت حرام اور عذاب دوزخ کو پناہ گاہ بنانا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: " مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ " جو مجھ پر جھوٹ گڑھے اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

(بخاری ج 1 ص 33 حدیث نمبر 110 مسلم شریف ج 1 ص 10 حدیث نمبر 3)

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ پہلے خود آپ میری حکمت سے نصیحت حاصل کریں، اگر آپ نفع اٹھالیں تب اس کا حکم دوسرے لوگوں کو دیں ورنہ مجھ سے حیا کریں،، (کنزالعمال ج ۱۵ ص ۲۳۶)

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس عالم کی مثال جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دے اور خود اس پر عمل نہ کرے اس چراغ کی طرح ہے جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود کو جلاتا ہے۔

(درمنثور ج ا ص ۱۲۷)

آج خطبا کا حال بہت ہی ناگفتہ بہ ہے، موٹے موٹے نذرانے وصول کرتے ہیں اور قوم کو ایک ذرہ فائدہ نہیں پہنچا پاتے ہیں۔ اسٹیجوں پر غیبت وعیب جوئی اور ایک

دوسرے کی عزت تارتار کرنے میں لگے رہتے ہیں اور دائیں بائیں اور پیچھے بیٹھے اہل علم ، جبہ و دستار والے گالی باز مقررین کے گالی نامہ تقریر پر داد و دہش کے پھول برساتے ہیں۔(معاذ اللہ رب العلمین) اس لئے عوام الناس کا علما پر سے بھروسہ اٹھتا جارہا ہے اور اہل علم کی قدر میں گراوٹ آرہی ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ لوگ اپنے بچوں کو علم دین سے آراستہ نہیں کرتے اور نتیجۃً علما کم ہوتے جا رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَيَأْتِي على أُمَّتِي زمانٌ تَكثُرُ فيه القُرّاءُ، وتَقِلُّ الفُقهاءُ، ويُقبَضُ العِلمُ، ويَكثُرُ الهَرْجُ. قالوا: وَما الهَرْجُ يا رسولَ اللهِ؟ قال: القتلُ بينكم، ثم يأتي بعد ذلك زمانٌ يَقرأُ القرآنَ رجالٌ لا يُجاوِزُ تَراقِيَهم، ثم يأتي مِن بعدِ ذلك زمانٌ يُجادِلُ المُنافِقُ والكافرُ المشركُ باللهِ المُؤمنَ بمِثلِ ما يقولُ.

(المستدرك للحاكم : كتاب الفتنة، رقم الحديث 8412)

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ قرآن کے قاریوں کی بہتات ہوگی، لیکن فقہاء بہت کم ہوں گے، علم اٹھالیا جائے گا، ہرج بڑھ جائے گا۔صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہرج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارے درمیان قتل و غارت ہوگی پھر اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا، لوگ قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، پھر اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا منافق، کافر اور مشرک لوگ مومن سے بحث کریں گے، اور خود کو مومن باور کریں گے۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يوشِكُ أنْ يَأْتِيَ على النّاسِ زمانٌ، لا يَبْقى مِنَ الإسلامِ إلّا

اسمُہٗ، ولا یبْقی من القرآنِ إلّا رسمُہٗ، مساجدُھم عامِرَۃٌ، وھیَ خرابٌ من الھُدی، علماؤُھم شرٌّ مَنْ تحتَ أدیمِ السماءِ، من عندِھم تخرجُ الفتنۃُ، وفیھم تعودُ۔

(مشکاۃ المصابیح : کتاب العلم، حدیث نمبر 276)

ترجمہ: عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے صرف کے نقوش باقی رہ جائیں گے، (اس وقت) ان کی مسجدیں (بظاہر تو) آباد ہوں گی، مگر حقیقت میں ہدایت یافتہ لوگوں سے خالی ہوں گی، ان کے علما آسمان کے نیچے کی مخلوق میں سے سب سے بدترین ہوں گے، انہیں سے فتنہ پیدا ہوگا اور انہیں میں لوٹ آئے گا۔

اے اللہ! ہمیں علم نافع عطا فرما اور اس کے موافق ایسا عمل کرنے کی توفیق دے جس میں تیری رضا اور تیرے مقدس حبیب علیہ السلام کی اطاعت ہو۔ اور اپنے صالحین، عاملین بندوں کے زمرے میں داخل فرما جن پر رات و دن تیرا ابر کرم برستا ہے۔ آمین۔

معاہد کافر کو قتل کرنے کا وبال:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من قتل قتیلا من اھل الذمۃ لم یجد ریح الجنۃ و ان ریحھا لیوجد من مسیرۃ اربعین عاماً۔ (نسائی ج۲ص۲۰۸)

ترجمہ: جو کسی ذمی (کافر) کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا جبکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت کی دوری سے محسوس کی جاتی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من قتل معاهداً لم يرح رائحة الجنة و ان ريحها توجد من مسيرة اربعين خريفاً"

(ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۵۹، فتح الباری ج ۱۲ ص ۲۵۹، مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۹)

ترجمہ: جس نے کسی معاہد شخص کو قتل کیا وہ جنت کی مہک نہیں پائے گا۔ اور بے شک اس کی مہک چالیس برس کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔

وضاحت:

کفار کی تین قسمیں ہیں جن میں سے ایک قسم ذمی یا معاہد ہے۔ معاہد وہ شخص ہے کہ جس سے یا اس کی قوم وحکومت سے مومن کا یا مومن قوم وحکومت کا معاہدہ ہو چکا ہو کہ وہ ایک دوسرے کی جان و مال کی حفاظت کریں گے۔ تو جس نے اس عہد و پیمان کو توڑا اور معاہد کو قتل کر دیا تو حدیث مصطفیٰ کی رو سے جنت سے محروم ہو جاتا ہے اور دوزخ میں ڈالے جانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مسند میں ایک روایت نقل کرتے ہیں:

ان رجلا من المسلمين قتل رجلا من اهل الذمة فرفع ذلك الى رسول الله ﷺ فقال انا احق من اوفى بذمتة ثم امر به فقتل۔

(مسند امام شافعی ص 344 حدیث نمبر 585)

مسلمانوں میں سے ایک شخص نے ایک ذمی کو قتل کر دیا تو اس کا مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں پیش ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں ذمہ کو وفا کرنے کا زیادہ حق دار ہوں پھر آپ ﷺ نے حکم جاری کیا اور قاتل کو قصاص میں قتل کر دیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا تو آپ نے قصاص میں اسے بھی قتل کرنے کا حکم جاری کیا۔ مقتول کے بھائی نے آ کر عرض کیا "قد عفوت" حضور میں نے خون معاف کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا "لعلهم هددوك او فرقوك او فزعوك۔ شاید ان لوگوں نے تجھے ڈرایا دھمکایا ہے۔ اس نے جواب میں کہا: لا ولكن قتله لا يرد على اخى وعوضونى فرضيت۔ چونکہ اس کے قتل سے میرا بھائی واپس تو نہیں آئے گا اور مجھے خون بہا دے دیا گیا ہے اس لئے میں اس سے راضی ہوں۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاتل کو رہا کر دیا اور ذمی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "انت اعلم من كان له ذمتنا فدمه كدمنا وديته كديتنا" تو خوب جانتا ہے کہ جو شخص ہمارا ذمی بن جائے تو اس کا خون ہمارے خون کی مانند اور اس کی دیت ہماری دیت کی مانند ہوتی ہے۔

(کتاب الخراج للامام ابی یوسف ص139)

اس سے اندازہ لگائیں کہ غیر مسلم ذمی کافر کے کی جان و مال کی حفاظت کا حکم اسلام نے دیا ہے اور اس کے قاتل کو قصاص میں قتل کرنے کا حکم ہے اور اس ذمی کو قتل کرنے والا جنت کی خوشبو سے محروم اور جہنم کی آگ کا سزاوار ہوجاتا ہے تو اس کا کیا حشر ہوگا جو اپنے اس مسلمان بھائی کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگین کرتا ہے جس سے رشتۂ اسلامی ہے۔ یقیناً ایسا ظالم وخونخوار انسان رحمت الٰہی سے محروم ہوگا اور رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس وعید "من حمل علينا السلاح فليس منا"، (جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم سے نہیں) کا سزاوار ہے۔ اب بھلا وہ شخص کس کی پناہ میں ہوگا، کس کے دامن عفو وکرم کا سہارا پائے گا جس کو پناہ گاہ امت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اپنی سنت، اپنے صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی پاکیزہ جماعت سے دور کر دیں۔

ان احادیث سے دولت وثروت، زر وزمین اور کرسی وحکومت کے ان حریص اور گندی سیاست کھیلنے والوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو اپنے مسلم بھائیوں کو پارٹی کے تعصب میں ناحق قتل کر دیتے ہیں۔ جو مومن کے خون کی بے حرمتی اور حدود الٰہی کو پامال کر کے اپنی آخرت برباد کر بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"مَن قَتَلَ نَفۡسًا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ أَوۡ فَسَادٍ فِي ٱلۡأَرۡضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ

النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا (المائدہ ۳۲)

ترجمہ: جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو جلا لیا اس نے گویا سب لوگوں کو جلا لیا۔ (کنزالایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کسی جان کو زندہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کسی ایسے دوسرے انسان کو قتل نہ کرے جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے۔ تو یہ وہ شخص ہے جس نے سب انسانوں کو بچا لیا یعنی ایک ناحق خون کو بچانے کے باعث گویا سب لوگ زندگی پا گئے اور محفوظ ہو گئے"۔

(طبری ج۶ ص ۲۰۷)

اور جس نے ایسے شخص کو تہ تیغ کر دیا جسے قتل کرنا حرام تھا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس سے یہ بھی مروی ہے کہ جس نے کسی نبی یا عادل امام کو قتل کیا تو گویا اس نے پوری انسانیت کا خون کیا۔ اور جس نے کسی نبی یا عادل امام کے ہاتھ محفوظ کئے گویا اس نے پوری انسانیت کو محفوظ کر دیا،،۔ (طبری ج۲ ص ۲۰۰)

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہ وسلم نے فرمایا "لو ان اهل السماء و اهل الارض اشتركوا فى دم مؤمن لا كبهم الله فى النار "، اگر زمین و آسمان والے کسی مسلمان کے خونریزی میں شریک ہوں تو سب کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔

(ترمذی شریف ج۱ ص ۲۵۹)

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کی ہلاکت ایک مسلم کے ناحق قتل سے زیادہ آسان ہے،، (ترمذی شریف ج۱ ص ۲۵۹)

بلکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار مثلاً تلوار، خنجر وغیرہ سے اشارہ کرے کہ ایسا آدمی فرشتوں کی زبانی ملعون ہے۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۳۹ ملخصاً)

یتیموں کا مال ناحق کھانے والوں کا حشر:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

نظرت فاذا انا بقوم لھم مشافر الابل وقد وکل بھم من یأخذ بمشافرھم ثم یجعل فی افواھھم صخرًا من نار فتقذف فی فی احدھم حتی تخرج من اسافلھم ولھم خوار وصراخ. فقلت یا جبریل من ھؤلاء؟ قال الذین یاکلون اموال الیتامیٰ ظلمًا انما یاکلون فی بطونھم نارًا وسیصلون سعیرًا۔ (درمنثور ج۱ص۲۲۱)

ترجمہ: میں نے بہت سے آدمی دیکھے جن میں سے ہر ایک کا ہونٹ اونٹ کے ہونٹ کی طرح لٹک رہا تھا۔ ان پر کچھ فرشتے مقرر تھے، جو ان کے دونوں جبڑوں کو کھول رہے تھے، پھر جہنم کا ایک گرم پتھر لا کر ان کے منہ میں ڈال دیتے تھے۔ میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں جو اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں، عنقریب جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔

حضرت ابوبرزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یبعث یوم القیمۃ قوم من قبورھم تأجج افواھھم نارًا. فقیل یا رسول اللہ من ھم؟ قال "الم تر ان اللہ یقول" ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارًا"۔

(درمنثور ج۱ص۲۲۱)

ترجمہ: کچھ لوگوں کو قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائے گا کہ ان کے منہ میں آگ بھڑک رہی ہوگی، ،عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا

تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالی فرماتا ہے" جولوگ یتیم کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں،،۔

وضاحت:

ان دونوں حدیثوں میں ان لوگوں پر جہنم میں ہونے والے عذاب کا ذکر ہے جو یتیموں کے مال ظلماً کھاتے ہیں،ان کے مال ہڑپ کر لیتے ہیں اور انہیں ان کے ہی مملوک اشیاء سے محروم کر دیتے ہیں ۔ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو شخص یتیموں کا مال ظلماً کھالیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں سوائے آگ کے کچھ نہیں بھرتا بلکہ آگ ہی نگلتے ہیں اور مرنے کے بعد وہ عذاب دوزخ میں مبتلا ہوں گے۔

حضرت سدی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ یتیم کا مال کھانے والا قیامت کے دن اپنی قبر سے اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کے منہ، ناک،کانوں اور آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے، ہر شخص دیکھتے ہی پہچان لے گا کہ یتیم کا مال کھانے والا ہے،،۔
(درمنثور ج ۱ ص ۲۲۱)

مسلمانو!اگر آپ کی کفالت میں کوئی یتیم ہوتو آپ ان کے ساتھ محبت وشفقت کا اظہار کر کے رسول گرامی باوقار کی سنت کو اپنائیں ،ان پر ظلم نہ کریں اور نہ ہی ان کے مال کو ہڑپا کریں کہ ایسا کرنا قہر الٰہی کا موجب ہے ۔رسول کائنات ﷺ نے فرمایا" مسلمانوں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ احسان کیا جاتا ہو۔اور مسلمانوں میں سب سے برا گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برائی کی جاتی ہو،،۔

(ابن ماجہ ج 4 ص 193 حدیث نمبر 3679)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا" میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں (دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا) اس طرح ہوں گے،،(بخاری ج 3 ص 497 حدیث نمبر 5304)

میرے عزیز بھائیو! دیکھ رہے ہیں انعام واکرام جو یتیموں کے ساتھ شفقت اور احسان کے ساتھ اچھی کفالت کرتا ہے وہ جنت میں سرکار کی معیت میں ہوگا۔ اور جو ان کے ساتھ ظلم کرتے ہیں، ناحق ان کا مال کھاتے ہیں جنت سے محروم کردیا جاتا ہے، قبر سے اس طرح اٹھے گا کہ آگ کے شعلے چہروں سے بھڑک رہی ہوں گی ۔ بیہقی نے شعیب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،، اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ چار لوگوں کو جنت میں داخل نہ فرمائے اور نہ ہی آسائش جنت کا انہیں مزہ چکھائے ۔ جن میں سے ایک یتیموں کا ناحق مال کھانے والا بھی ہے،،۔

(درمنثور ج۱ ص۲۲۱)

سودخور کا انجام:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اربع حق علی الله ان لا ید خلھم الجنة و لا یذ یقھم نعیمھا ۔مد من الخمر،و آ کل الربو و آ کل مال الیتیم و العاق لوالدیه،،

(در منثور ج۱ص۶۴۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ وہ چار آدمیوں کو جنت میں داخل نہ فرمائے (۱) عادی شرابی (۲) سودخور (۳) ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور (۴) ماں باپ کا نافرمان۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لدرھم یصیبه الرجل من الربا اعظم عند الله من ثلا ثة و

ثلاثین زنیۃ یزینہا فی الاسلام ۔(در منثور ج۱ص۶۴۸)

ترجمہ: آدمی جو سود کا ایک درہم حاصل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام میں تینتیس بار زنا سے بڑھ کر (گناہ) ہے۔

وضاحت:

کبیرہ گناہ اور دوزخ میں لے جانے والے عملوں سے سود بھی ہے۔ جو اسلام کی رو سے ناجائز وحرام ہے۔قرآن وحدیث میں سودخوروں پر لعنت بھیجی گئی ہے۔سود کھانے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔کیونکہ اسلام ہمسایہ،فقراء ومساکین اور دوسرے اسلامی بھائیوں کے ساتھ ہمدردی،حسن سلوک اور آپس میں ایک دوسرے کی معاونت کا حکم دیتا ہے۔تاکہ رشتۂ اسلامی مضبوط و مستحکم ہو۔نیز انہیں ایک ضرورت مند مسلمان کو قرض حسن جس میں سود کا شائبہ تک نہ ہو دینے کا حکم ہو اور قرض حسن جس میں سود کا مطالبہ نہیں ہوتا ہے ایسا عمل ہے کہ اس عمل کو اپنانے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق ہو جاتا ہے اور اللہ رب العزت اس کے رزق میں برکتیں نازل فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا''ترجمہ: وہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے؟ تو اللہ اس کو بڑھا کر اس کے لئے کئی گنا کر دے گا۔ اور اللہ ہی تنگی اور کشادگی فرماتا ہے۔اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے،،(البقرہ۲۴۵)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ایک فرشتہ یہ کہتا رہتا ہے کہ وہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے اور کل (آخرت میں) اس کی جزا لے لے؟ اور ایک دروازہ پر فرشتہ یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والوں کو اس خرچ کا بدلہ عطا فرما اور بخیل کے مال کو ضائع فرمادے۔ اور ایک دروازہ پر فرشتہ یہ کہتا ہے کہ اے لوگو! اپنے رب کی طرف بڑھو، وہ قلیل مال جو کافی ہو اس زیادہ مال سے بہتر ہے جو

غافل کرنے والا ہے۔اور ایک اور دروازہ پر فرشتہ کہتا ہے اے بنو آدم! موت کے لئے جھگڑے پالواور ویران ہونے کے لئے مکان بناؤ۔(درمنثور ج ۱ ص ۵۵٦)

سود کی حرمت پر ارشاد قرآن ہے:

وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا۔(البقرہ ۲۷۵)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے بیع (خرید و فروخت) کو حلال کیا اور سود کو حرام کر دیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ(آل عمران ۱۳۰)

ترجمہ: اے ایمان والو دونا دون سود نہ کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تمہیں کامیابی ملے۔

تو جو کوئی اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے خلاف عمل کرے گا یعنی سود لے گا اور اس گناہ کبیرہ سے باز نہ آیا تو اس کے لئے سخت وعید ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ عَادَ فَأُولٰئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ-هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ(البقرہ ۲۷۵)

''اب جو ایسا کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔اللہ سود کو ہلاک کرتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے۔

مسلمانو! آپ نے دیکھا کہ ان لوگوں کے حق میں کیسی شدید وعیدیں آئی ہیں جو سودی لین دین کرتے ہیں۔ایک تو ایسا کرنے والا جنت کی پر بہار نعمتوں، اس کی رعنائیوں اور دلفریبیوں سے محروم رہ جاتا ہے۔اور دوسرا یہ کہ سودی کاروبار اختیار کرنا زنا سے بھی بدترین گناہ ہے، جو ہر معاشرے میں برا سمجھا جاتا ہے، جس کے بارے میں حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا'' قیامت کے دن زانی اس حال میں آئیں گے کہ ان کے چہروں سے آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے''(کنز العمال)

قوانین اسلام کا خیال اور احکام شرع کا احترام کرنا چاہئے اور سودی قرض لینے و

دینے دونوں سے بچنا چاہئے ۔کیونکہ سود لینے والا جس طرح حرام میں مبتلا اور گنہگار ہوتا ہے اسی طرح بلا حاجت شرعیہ سود پر قرض لینے والا بھی گنہگار ہوتا ہے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا ''زیادہ دینا بھی یقینا سود ہے اور زیادہ لینا بھی یقینا سود ہے، لینے اور دینے والا سب (گناہ میں) برابر ہیں،، (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵)

سود کو حرام کئے جانے کی حکمتیں:

سود کو حرام فرمانے میں بہت سی حکمتیں ہیں، ان میں سے **بعض یہ ہیں** کہ سود میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ مالی معاوضے والی چیزوں میں بغیر کسی عوض کے مال لیا جاتا ہے اور یہ صریح ناانصافی ہے ۔سود کی حرمت میں **دوسری حکمت** یہ ہے کہ سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خور کو بے محنت مال کا حاصل ہونا، تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو ضرر پہنچاتی ہے۔**تیسری حکمت** یہ ہے کہ سود کے رواج سے باہمی محبت کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہوا تو وہ کسی کو قرض حَسن سے امداد پہنچانا گوارا نہیں کرتا۔ **چوتھی حکمت یہ** ہے کہ سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سود خور اپنے مقروض کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے۔اس کے علاوہ بھی سود میں اور بڑے بڑے نقصان ہیں اور شریعت کی سود سے ممانعت عین حکمت ہے۔(تفسیر صراط الجنان)

نماز چھوڑنے کا وبال:

نماز تمام عبادتوں میں اہم ترین عبادت ہے، اللہ رب العزت کی بارگاہ کی قربت حاصل کرنے کا ایک مضبوط ذریعہ ہے۔اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل کرنے کا انمول سبب ہے، جہنم سے نجات پانے کی مقبول سند ہے۔تو جو اس کی پابندی کرے گا وہ ان

نعمتوں کو پائے گا، جنت کی بیش بہا ابدی نعمتیں حاصل کرے گا۔ اور جو نماز نہیں پڑھے گا ، بلا عذر قصداً چھوڑے گا وہ ضرور جہنم کی دہکتی آگ میں جھونکا جائے گا ، اگر بلا توبہ مر جائے تو ذمہ الٰہی سے خارج اور دوزخ کی گہری اور عذاب سے بھری وادی میں داخل کیا جائے گا۔ بے نمازیوں کے لئے قرآن واحادیث میں بہت سی وعیدیں آئیں ہمیں چاہئے کہ نماز کی پابندی کر کے ان وعیدوں اور جہنم کی آگ سے خود کو بچائیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من ترك الصلوٰة متعمدًا كتب اسمه على باب النار ممن يدخلها.(كنزالعمال ج،ص۳۲۵)

ترجمہ: جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دیتا ہے اس کا نام دوزخ کے اس پر دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے جس سے وہ داخل دوزخ ہوگا،،۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اللہ پاک اس کے عمل برباد کر دے گا اور اللہ پاک کا ذمہ اس سے اٹھ جائے گا جب تک اللہ پاک کی بارگاہ میں توبہ نہ کر لے۔ (الترغیب والترغیب جلد ۱ صفحہ ۲۱۶ حدیث ۱۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔ (مریم ۵۹)

ترجمہ: پس ان کے بعد برے لوگ جانشیں ہوئے جنھوں نے نمازوں کو ضائع اور خواہشات نفسانی کی پیروی کی۔ پس عنقریب وہ "غی" میں جائیں گے مگر جنھوں نے توبہ کی۔

نماز کو ضائع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جس نماز کا جو وقت ہے اس میں نہیں پڑھ کر دوسرے وقت میں پڑھے۔ مثلاً ظہر کی نماز عصر کے وقت میں، عصر مغرب کے وقت ، مغرب عشاء کے وقت، عشاء فجر کے وقت میں اور فجر اس وقت پڑھے جب سورج نکل

آئے۔تو ایسا کرنے والا آدمی نماز کو ضائع کرنے والا اور دوزخ کی اس خطرناک وادی کا مستحق ہے۔کیونکہ اس نے دو گناہ کئے ایک قصداً نماز ترک کیا اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مخالفت کی"اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا(النسا103) بیشک نماز مومنوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔ہاں! اگر بے وقت نماز پڑھنے سے توبہ کرلے اور وقت پر پڑھنے کا پابند ہوجائے تو اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے گا اور اس وعید سے نجات کا پروانہ عطا فرمائے گا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"من ترك صلوٰةً حتى مضى وقتها عذب في النار حقبًا۔

یعنی جس نے نماز چھوڑ دی یہاں تک کہ اس کا وقت ختم ہوجائے تو دوزخ کی آگ میں قرنوں (سالوں) عذاب دیا جائے گا۔ایک قرن آٹھ سال کا ہوگا جس کا ہر سال تین سو ساٹھ دنوں کا ہوگا اور اس کا ہر دن دنیا کے اسی سال کے برابر ہوگا۔

(روح البیان ج ا ص ۳۷)

اسی طرح جو شخص جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا ، بلا عذر شرعی جماعت چھوڑ دیتا ہے وہ بھی رب تبارک وتعالیٰ کے قہر کا مستحق ہے۔حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ آپ اس آدمی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو رات کو قیام کرتا ہے، دن کو روزے سے ہوتا ہے اور نماز جمعہ نہیں پڑھتا ہے اور نہ ہی جماعت سے نماز پڑھتا ہے اور اسی دوران وہ مرجائے تو وہ شخص کہاں ہوگا؟ آپ نے فرمایا وہ شخص مرنے کے بعد جہنم میں ہوگا۔سائل آپ کے پاس ایک مہینہ تک آتا رہا اور یہی سوال دہراتا۔آپ ہر بار یہی جواب دیتے کہ وہ جہنم میں ہوگا،،۔(تنبیہ الغافلین ص ۱۵۹)

اے میرے سنی بھائیو! آپ خواب غفلت سے بیدار ہوجائے اور عبادت الٰہی

میں لگ جائیے، جس خدائے عزوجل نے آپ کو پیدا فرمایا، آپ کا اور ساری کائنات کا رب ہے، جو تمام مخلوق کو روزی مہیا فرماتا ہے اس کے ذکر سے سستی نہ کریں، اس کے حکم واطاعت کی طرف بڑھیں، کامیابی کی جانب دوڑیں، اللہ اکبر کی صدا مسجد سے سنیں تو لبیک کہتے ہوئے باجماعت نماز ادا کرنے کی نیت سے مسجد میں جا کر اسے آباد کریں اور اپنی عاقبت بہتر بنائیں۔ صرف زبانی مسلمانی کا دعویٰ نہ کریں بلکہ حقیقۃً اور عملاً مسلمان ہونا ثابت کردیں۔ اور نماز چھوڑنے جیسے گناہ کبیرہ سے بچیں کہ بہت بڑا جرم اور جہنم میں لے جانے والا عمل ہے، اللہ کو ناراض کرنے والا فعل ہے، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ رحمت سے محروم کردینے والی عادت ہے۔

نماز چھوڑنے پر جو وعیدیں قرآن و احادیث میں آئیں ہیں ان میں سے کچھ اوپر ملاحظہ کرچکے ہیں، یہاں تفسیر صراط الجنان سے چار احادیث کریمہ مزید پیش کی جارہی ہیں تاکہ وہ لوگ نصیحت پکڑیں جو نماز نہیں پڑھتے۔

(1) حضرت نوفل بن معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ''جس کی نماز فوت ہوئی گویا اس کے اہل و مال جاتے رہے۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ۲/۵۰۱، الحدیث: ۳۶۰۲)

(2) حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قصداً نماز ترک نہ کرو کیونکہ جو قصداً نماز ترک کردیتا ہے، اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس سے بری الذمہ ہیں۔

(مسند امام احمد، مسند القبائل، حدیث امّ ایمن رضی اللہ عنہا، ۱۰/۳۸۶، الحدیث: ۲۷۴۳۳)

(3) حضرت عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ''عنقریب میری امت سے کتاب

والے اور دودھ والے ہلاک ہوں گے۔ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کتاب والوں سے کیا مراد ہے؟ ارشادفرمایا ''یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی کتاب کو اس لئے سیکھیں گے تا کہ اس کے ذریعے ایمان والوں سے جھگڑا کریں۔ میں نے پھر عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، دودھ والوں سے کیا مراد ہے؟ ارشادفرمایا'' یہ وہ لوگ ہیں جو خواہشات کی پیروی کریں گے اور اپنی نمازیں ضائع کریں گے۔

(مستدرک، کتاب التفسیر،، ۳/ ۱۲۶، الحدیث: ۳۴۶۹)

(4) حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں: غی جہنم میں ایک وادی ہے جس کی گرمی سے جہنم کی وادیاں بھی پناہ مانگتی ہیں ۔ یہ اُن لوگوں کے لئے ہے جو زنا کے عادی اور اس پر مُصِر ہوں ، جو شراب کے عادی ہوں، جو سود خور اور سود کے عادی ہوں، جو والدین کی نافرمانی کرنے والے ہوں اور جو جھوٹی گواہی دینے والے ہوں۔ (بغوی، مریم، تحت الآیۃ: ۵۹، ۳/ ۱۶۸ بحوالہ تفسیر صراط الجنان)

روزہ نہ رکھنے والا بھی گرفتار عذاب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر جب قدم مبارک رکھا تو آپ نے فرمایا '' آمین 'آمین ،آمین ،، تو عرض کیا گیا یارسول اللہ! **انت صعدت المنبر فقلت أمين أمين أمين ،، فقال ان جبريل اتانی فقال من ادرک شهر رمضان فلم يغفر له فدخل النار فابعده الله قل أمين فقلت أمين ،،** (درمنثور ج ا ص ۳۴۷)

ترجمہ: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر قدم رکھتے وقت آپ نے تین بار آمین فرمایا اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور کہا کہ جو ماہ رمضان پائے اور اس کی مغفرت نہ ہو تو جہنم میں جائے اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی

رحمت سے دور رکھے،، آپ کہیں آمین! تو میں نے آمین کہا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

هٰذا رمضان قد جاء تفتح فيه ابو اب الجنة و تغلق ابواب النار و تغل فيه الشيطان بعدًا لمن ادرك رمضان فلم تغفر له اذا لم يغفر له فيه فمتىٰ.

(درمنثور ج ۱ ص ۳۴۱)

ترجمہ: یہ دیکھو رمضان کا مہینہ آ گیا اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں۔ اللہ کی رحمت سے وہ شخص دور ہو جس نے ماہ رمضان پایا اور اس کی مغفرت نہ ہو، جب اس میں اس کی مغفرت نہیں ہوگی تو کب ہوگی۔

وضاحت:

رمضان کا مہینہ بڑی عظمت و بزرگی والا مہینہ ہے، مغفرت اور رحمت الٰہی کی بارش میں نہانے والا مہینہ ہے۔ اس ماہ کے روزے اللہ تبارک و تعالی نے تمام مسلمانوں پر فرض کئے۔ اس مقدس ماہ کے روزوں کے صدقے روزہ داروں کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں، ان کا مقام بلند کر دیا جاتا ہے۔ اس مبارک مہینہ کے روزے رکھنے کے احترام کے سبب اللہ تعالی کی عام رحمتیں نازل ہوتی ہیں، اس ماہ میں مرنے والا دوزخ کے عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے اور بلا حساب داخل جنت ہو جاتا ہے۔ لیکن بدنصیب ہے وہ شخص جو اس قدر عظمت، نور و نکہت سے بھرے مہینے کا ادب نہ کرے، اس کے روزے نہ رکھے اور اس مبارک مہینہ کے فرض روزے بلا وجہ چھوڑ کر اللہ تعالی کے غیض و غضب اور جہنم کے عذاب کا حقدار ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(البقرہ ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے اوپر ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر روزے فرض تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ".(البقرہ ۱۸۵)

ترجمہ: تم سے جو رمضان کا مہینہ پائے تو چاہئے کہ اس کے روزے رکھے۔

اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ رمضان شریف کا مہینہ جب تشریف لائے تو اس مبارک ماہ کے روزے رکھیں اور چھوڑنے کے حیلے بہانے نہ بنائیں، ورنہ رحمت سے محرومی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی الگ۔ جو لوگ طرح طرح کے بہانے بنا کر روزہ چھوڑ دیتے ہیں وہ اس بات کو سمجھیں کہ روزہ نماز کی طرح اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ کوئی کام کا بہانہ بنا کر چھوڑ دیتا ہے، تو کوئی ہلکی سی کھانسی بخار کا بہانہ بنا کر تو کوئی کمزوری کا بہانہ اور کچھ لوگ تو ایسے ایسے بہانے ڈھونڈھ لیتے ہیں جن کی وجہ سے روزہ ترک کرنا بالکل جائز نہیں۔ ایسے لوگوں کو قرآن و احادیث میں روزہ رکھنے کی فضیلت و برکت اور بلا عذر شرعی چھوڑ دینے کی وعیدوں پر غور و فکر کرنا چاہئے۔ حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رَمَضان کا ایک دن کا روزہ بغیر رُخصت و بغیر مرض چھوڑ دیا تو زمانے بھر کا روزہ بھی اُس کی قضا نہیں ہو سکتا اگرچہ بعد میں رکھ بھی لے۔ (ترمذی، ج2 ص175، حدیث:723)

زکوۃ نہ دینے پر عذاب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من صاحب ذهب ولا فضة لا يؤ دى منها حقها الا اذا كان يوم القيمة صفحت له صفحا ثم فا حمى عليها فى نار جهنم فيكوى بها جنبه و جبينه و ظهره كلما ردت اعيدت له.(مسلم ج۱ص۳۱۹،ابو داؤد ج۱ص۲۳۴)

ترجمہ: جو شخص سونے یا چاندی کا مالک ہو اور وہ اس کا حق (زکوۃ) ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لئے اس سونے اور چاندی کی سلیں بنائی جائیں گی اور انہیں آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر ان سے ان کے پہلو، پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا۔ اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر دوزخ کی آگ میں تپا کر داغا جائے گا اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔

وضاحت:

راہ خدا میں اپنی پاک کمائی سے کرچ کرنا اللہ تعالیٰ کے محبوب اور اس کی خوشنودی کے طلبگار بندوں کا کام ہے، جس کے لئے جنت میں طرح طرح کے نعمتیں تیار ہیں، جنہیں اللہ رب العزت کی طرف سے عذاب دوزخ سے امان کا پروانہ حاصل ہوگا۔ پل صراط سے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے بھی زیادہ تیز ہوگا بآسانی گزر جائے گا۔ جبکہ وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال و ثروت سے نوازا اور مالک نصاب ہونے کے باجود اپنے مالوں سے زکوۃ ادا نہیں کیا تو ان کے لئے پل صراط سے گذرنا بہت مشکل ہو جائے گا اور پل صراط پر لڑکھڑانے کے وقت ان کا مال ان کے لئے ہلاکت و بربادی کی دعا کرے گا۔ چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يؤتى بصاحب المال الذى اطاع الله فيه و ماله بين يديه كلما تكفأ به الصراط قال له ماله امض فقد اديت حق الله فى. ثم

یجاء بصاحب المال الذی لم یطع اللہ فیہ و مالہ بین کتفیہ کلما تکفأ بہ الصراط قال لہ مالہ ویلك الا ادیت حق اللہ فی۔
(کنز العمال ج۶ص۱۳۳)

ترجمہ: صاحب مال کو لایا جائے گا، جس نے مال میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوگی، اس کا مال اس کے سامنے ہوگا، جب بھی وہ پلصراط پر لڑکھڑائے گا اس کا مال کہے گا گزر جا کہ تو نے اللہ تعالیٰ کا حق (زکوۃ) ادا کیا ہے۔ پھر اس مالدار کو لایا جائے گا جس نے مال میں اللہ کی فرماں برداری نہیں کی ہوگی، اس کا مال اس کے دونوں شانوں کے درمیان ہوگا جب بھی وہ پلصراط پر لڑکھڑائے گا اس کا مال کہے گا تمہارے لئے ہلاکت ہو تو نے مال میں اللہ کا حق کیوں نہیں ادا کیا ،،۔

تو معلوم ہوا کہ جو اپنے مالوں سے زکوۃ نکالتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے دولت وثروت، سونا چاندی اور مال وزر سے نوازا ہے، صاحب حیثیت اور مالک نصاب بنایا ہے پھر وہ شخص اپنے مالوں کی زکوۃ ادا نہیں کرتا ہے تو ایسے شخص پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا اور اس وعید کا مستحق ہوگا جس کا ذکر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں ہے۔ وہ مال قیامت کے دن گلے کا طوق ہوگا جو سانپ کی شکل اختیار کر کے اسے ڈسے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا (36) الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۔(النساء:37.36)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ مختال اور بڑائی پر فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ جو لوگ مال کو خرچ نہیں کرتے اور لوگوں کو خرچ نہ کرنے کا حکم دیتے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ

نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپاتے ہیں ایسے منکرین کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

نیز اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْؕ-بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْؕ-سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِؕ۔
(اٰل عمران ۱۸۰)

ترجمہ: اور وہ لوگ گمان نہ کریں جو اس میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے کہ یہ ان کے لئے اچھا ہے۔ بلکہ یہ ان کے لئے بہت بری چیز ہے ۔عنقریب قیامت کے دن ان کے گلے میں اس کا مال طوق پہنایا جائے گا جس کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک عورت آئی، اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کے دو بھاری کنگن تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کی زکوٰۃ نکالتی ہو؟ اس نے عرض کی نہیں۔ آپ نے فرمایا: **ایسرک ان یسورک اللہ بھما یوم القیمۃ سوارین من نار؟** کیا تم یہ بات پسند کرتی ہو کہ اس کے باعث اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ کے دو کنگن تمہیں پہنائے؟ یہ سن کر اس نے دونوں کنگن اتار کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اتار کر پیش کر دئے اور عرض گذار ہوئی یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔ (ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب ماھوالکنز)

چونکہ اہل ثروت کے مالوں میں غرباء، فقراء اور مساکین کا حق ہے اور حق کو صاحب حق تک نہ پہنچانا جرم وگناہ ہے۔ قیامت کے روز مستحقین رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے حق کا مطالبہ کریں گے جو اغنیاء کے لئے ہلاکت کا سبب ہوگا۔ چنانچہ فرمان نبوی ہے کہ قیامت کے دن فقراء مالداروں کے لئے ہلاکت کا سبب بنیں گے،

جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے اے اللہ !انہوں نے ہمارے حقوق غصب کر کے ہم پر ظلم کیا تھا،،رب تعالیٰ فرمائے گا'' مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! آج میں تمہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دوں گا اور انہیں اپنی رحمت سے دور کردوں گا،، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی " وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ۔ (المعارج ۲۴۔۲۵)

ترجمہ: مالداروں کے مال میں سائل اور فقیر کا ایک معین کا حق ہے۔

(کنزالعمال ج٦ ص ۱۳۳)

یادر ہے کہ راہ خدا میں خرچ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا مقصود ہو، اخلاص کے ساتھ مال خرچ کرے۔ریا، نام ونمود کا اصلا دخل نہ ہو ورنہ انفاق فی سبیل اللہ کی یہ سعی ذریعہ ندامت بن جائے گی۔

حدیث پاک میں ہے کہ تین قسم کے لوگوں پر سب سے پہلے جہنم کی آگ جلائی جائے گی (۱) ریارکا عالم (۲) ریارکا نماز (۳) ریاکار سخی۔صاحب مال عرض کرے گا ''اے باری تعالیٰ! میں نے ہر محبوب چیز تیری بارگاہ میں خرچ کی۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا'' تم جھوٹ کہتے ہو،تمہارا ارادہ تو یہ تھا کہ لوگ تجھے سخی کہیں اور دنیا نے تمہیں سخی مشہور کر دیا۔یعنی تم نے دنیا میں اپنی جزا وصول کرلی اور تمہارا ارادہ تھا۔(ابن کثیر ج۱)

کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ زکوۃ دینے سے مال کم ہوجاتا ہے۔جبکہ یہ گمان فاسد اور وہم باطل ہے۔حقیقت یہ ہے کہ جس مال کی زکوۃ ادا کردی جاتی ہے وہ مال پاک وطیب ہوجاتا ہے، چوروں سے محفوظ ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں خیر وبرکت نازل فرمادیتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَمَآ أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُۥ وَهُوَ خَيْرُ ٱلرَّٰزِقِينَ" (السبا ۳۹)

ترجمہ: اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اور دے گا اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ لم یفرض الزکاۃ الا لیطیب بھا ما بقی من اموالکم۔

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اس لئے فرض فرمایا تا کہ اس کے ذریعہ تمہارے باقی مالوں کو پاک فرمادے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک اعرابی کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

من کنزھا فلم یؤد زکاتھا فویل لہ انما کان ھذا قبل ان تنزل الزکاۃ فلما انزلت جعلھا اللہ طھر اللاموال۔

(بخاری کتاب الزکاۃ باب ما ادی زکوٰتہ لیس بکنز، ابن ماجہ ابواب الزکاۃ)

جس نے سونے اور چاندی جمع کیا اور ان کی زکاۃ نہیں نکالی تو یہ ان کے لئے ہلاکت کا باعث ہوں گے۔ یہ حکم زکوٰۃ نازل ہونے سے پہلے کا ہے تو جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہو گیا تو اسے مالوں کی پاکیزگی کا سبب قرار دیا۔

ایک حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اذا ادیت زکاۃ مالك فقد اذھبت عنك شرہ۔

جب تم نے اپنے مال کی زکاۃ نکال دی تو تم نے اپنے آپ سے اس کی آفتوں کو دور کر دیا۔

اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہ نکالنے والے اپنے انجام کی فکر کریں، قبر و حشر میں اور پھر روز قیامت سخت محاسبہ ہوگا۔ انہیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لئے کس قدر سخت وعیدیں آئی ہیں اور کیسے کیسے عذاب ان کے لئے تیار ہیں۔ جیسا کہ پچھلے صفحات میں بیان ہو چکا ہے۔ اور ایک جگہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد عبرت نشان ہے:

وَ الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ

اللّٰهِۙ-فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍۙ(۳۴) یَّوْمَ یُحْمٰى عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْؕ-هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (توبہ:۳۴، ۳۵)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرر کھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سناؤ۔ جس دن وہ مال جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیوں اور ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا) یہ وہ مال ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کرر کھا تھا تو اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔ (کنز العرفان)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مالدار بخل کرنے کی وجہ سے بلا حساب جہنم میں داخل ہوں گے۔ (فردوس الاخبار، باب السین، ۱ / ۴۴۴، الحدیث: ۳۳۰۹ بحوالہ تفسیر صراط الجنان)

مختلف گناہوں کے سبب عذاب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لما عرج بي مررت بر جال تقطع جلودهم بمقاريض من نار فقلت من هؤلاء ؟ قال" الذين يتزينون ". قال "ثم مررت بجب منتن الريح سمعت فيه اصواتا شديدة فقلت من هؤلاء؟ يا جبريل! قال" نساء كن يتزين بزينة و يعطين مالا يحل لهن". ثم مررت على نساء و رجال معلقين بثديهن. فقلت من هؤلاء يا جبريل ؟ قال " هؤلاء الهمازون والهمازات ". ذالك بأن الله قال "ويل لكل همزة لمزة. (درمنثور ج٦ص٦٦٩)

ترجمہ: معراج کی رات میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کی زبانیں

آگ کی قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں۔ میں نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں؟ تو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ایسی چیزوں سے زینت حاصل کرتے تھے جو ان کے لئے جائز نہ تھیں۔ پھر میرا گزر ایسے بدبودار گڈھے کے پاس سے ہوا جس سے سخت چیخ و پکار کی آواز آرہی تھی، میں نے کہا جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں بتایا کہ یہ آپ کی امت کی وہ عورتیں ہیں جو ناجائز چیزوں سے زینت کرتی تھیں۔ پھر میں کچھ ایسے مرد و عورتوں کے پاس سے گزرا جو اپنی پستانوں کے بل لٹکے ہوئے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ لوگ غیبت کرنے والے ہیں۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ویل لکل همزة لمزة" ترجمہ: خرابی ہے اس کے لئے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے، پیٹھ پیچھے بدی کرے،،۔

وضاحت:

جب اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قرب خاص میں بلاکر اپنی زیارت سے مشرف فرمایا، عجائب کا مشاہدہ کرایا، جنت و دوزخ کی سیر کرائی تو جو عجائب و مناظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمائے ان میں سے چند عبرت آمیز احوال کا ذکر اسباب کے ساتھ ہوا۔ جن سے ہم سے گناہگاروں کو چاہئے کہ بچاؤ کی فکر و کوشش کریں اور ایسے عملوں سے بچیں۔ ان اعمال بد میں سے چند کی وضاحت پیچھے گزر چکی ہے تاہم برائے تذکیر قدرے تفصیل و تشریح کی جارہی ہے۔

(۱) جن لوگوں کی زبان آگ کی قینچیوں سے کاٹی جارہی تھی یہ ان کے ناجائز و حرام چیزوں سے زینت کرنے کی وجہ سے۔ مثلاً بالوں میں سیاہ خضاب لگانا، سونے اور دیگر دھاتوں کی انگوٹھی یا چاندی کی ساڑھے چار ماشہ سے زائد پہننا، ٹخنہ سے نیچے بقصد تکبر پائجامہ، پینٹ اور تہبند لٹکانا اور ریشم کے کپڑے پہننا، کہ یہ سب مرد کے لئے ممنوع و ناجائز ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا جو پیتل کی انگوٹھی پہنے

ہوئے تھے ’’کیا بات ہے کہ تجھ سے بتوں کی بو آتی ہے،،انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی ۔ پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے ،حضور ﷺ نے فرمایا ’’کیا بات ہے کہ میں دیکھتا ہوں تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو،،اس شخص نے وہ انگوٹھی بھی پھینک دی، پھر عرض کی یارسول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ فرمایا’’ چاندی کی بنواؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو۔یعنی وزن میں پورا ساڑھے چار ماشہ نہ ہو بلکہ کچھ کم ہی ہو۔

(مشکوۃ شریف ص ۳۷۸)

انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جاسکتی ہے، دوسری دھات کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔مثلاً لوہا، پیتل، تانبا، جست وغیرہ ان دھاتوں کی انگوٹھیاں مردوعورت دونوں کے لئے ناجائز ہیں۔(بہارشریعت حصہ ۱۶ ص ۶۲)

علامہ ابن شامی قدسرہ السامی تحریر فرماتے ہیں:

التختم با لحدید و الصفر و النحاس و الرصاص مکروہ للرجال و النساء،،(ردالمختار علی الدر المختار ج۵ص۲۵۳)

(۲) جہنم کی بدبودار گڈھے سے جو آواز آرہی تھی وہ ان عورتوں کی تھی جو ان چیزوں سے بناؤ سنگار کیا کرتی تھیں جن سے زنا کے دروازے کھلتے ہیں اور جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔مثلاً انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت کا اپنے بالوں میں گوندھنا، خود کو گودنا یا دوسری عورتوں کو گودنا ، ریتی سے دانت رگڑ کر خوبصورت بنانا ،ایک عورت کا دوسری عورت کے دانت ریتی سے ریتنا، موچنے سے ابرو کے بال نوچ کر خوبصورت بنانا، اسی طرح دوسری عورتوں کے بال نوچنا، نیل پالش استعمال کرنا، یہ بیماریاں اور اس طرح کے دوسرے جرائم آج کل بہت عام ہو چکے ہیں، اس کے لئے جگہ جگہ بیوٹی پارلر(beauty pearler) قائم ہیں جہاں یہ سب فعل نامحرم اجنبی مردوعورت کے ذریعے انجام دیئے جاتے ہیں۔

یونہی عورتوں کا اتنا باریک جالی دار کپڑے اور چوڑی دار پائجامہ، تنگ پینٹ، بغیر دوپٹہ کے چپکی ہوئی ٹی شرٹ وغیرہ استعمال کرنا کہ جسم کے اعضاء کی ساخت ظاہر ہوتی ہے، ان سب سے بچنا اور اسلامی قوانین کے مطابق پردہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔ مگر آج بعض مسلم عورتیں اسلامی پردہ اختیار کرنے کو معیوب و بوجھل سمجھتی ہیں اور اس قدر چست و باریک جالی دار کپڑے پہنتی ہیں کہ جن سے پردہ کا تصور ہی نہیں ہوسکتا بلکہ پورا جسم نظر آتا ہے، جسم کی کھالیں اور اس کی رنگت تک ابھری دکھتی ہے۔ اور آج کل مارکیٹ میں ایسا دوپٹہ دستیاب ہے جو جالی دار مچھر دانی کی طرح ہوتا ہے جس سے عورتوں کا بال، جسم ایسے جھلکتا ہے جیسے کانچ۔ اور ہماری خواتین ایسے دوپٹہ کا استعمال کرتی ہیں انہیں چاہئے کہ ایسے دوپٹہ نہ استعمال کریں بلکہ دوپٹوں میں ایسا دوپٹہ استعمال کریں جن سے پردہ ہوسکے، جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آئے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتر کے پوٹے، وہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے،،

(مشکوۃ شریف ص ۳۸۲)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ کی لعنت اس عورت پر جو ملائے یا دوسری سے بال ملوائے۔ اور گودنے والی و گودوانے والی پر،، (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۷۹)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ بال ملانے والی اور ملوانے والی، ابرو کے بال نوچنے والی اور نوچوانے والی اور گودنے و گودوانے والی پر لعنت ہے جبکہ یہ بیماری سے نہ ہو،،۔ (الترغیب والترھیب ج ۳ ص ۱۲۰)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں جن مردوں اور عورتوں کو پستانوں کے بل لٹکے ہوئے دیکھا یہ وہ لوگ ہیں جو غیبت و چغلی اور لوگوں کی آبروریزی کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا ”تمہیں معلوم ہے غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی اللہ ورسول خوب جانتے ہیں ۔آپ نے فرمایا ”غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اس چیز کے ساتھ ذکر کرو جو اسے بری لگے،، کسی نے عرض کی اگر وہ میرے بھائی میں موجود ہو جو میں کہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”جو کچھ تم کہتے ہو اگر اس میں موجود ہے جب تو غیبت ہے۔اور جب تم ایسی بات کہو جو اس میں نہ ہو تو یہ بہتان ہے،، (مسلم شریف ج ۲ ص ۳۲۲)

حضرت ابوسعید خدری وحضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا ”غیبت زنا سے بھی سخت چیز ہے،، لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! زنا سے زیادہ سخت غیبت کیونکر ہے؟ آپ نے فرمایا ”مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔اور غیبت کرنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوگی جب تک وہ معاف نہ کردے جس کی غیبت کی ہے،،۔

(کنزالعمال ج ۲ س ۱۲۰، مشکوۃ شریف ص ۴۱۵)

یہاں تک ہم بغرض تذکیر واصلاح قرآن واحادیث اور بزرگوں کے اقوال کی روشنی میں وہ اعمال ذکر کئے ہیں جن کے ارتکاب کی وجہ سے انسان جہنم کے سخت عذابوں کے مستحق ہوتا ہے۔اب مسلمان بھائیوں کو چاہئے کہ ان اعمال بد سے بچ کر خود کو جہنم کی آگ وعذاب اور اللہ رب العزت کے قہر وناراضگی سے بچائیں اور نیک عملوں کے ذریعہ اللہ کی رضا اور اس کی رحمتیں، عنایتیں حاصل کر کے جنت کی ابدی ولازوال نعمتوں کے حقدار بنیں۔

جب آ گئی ہیں جوش رحمت پہ ان کی آنکھیں:

علامہ جلال محدث سیوطی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ”انیس الجلیس،، میں ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ جب دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو اس کی ایک مدت کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام خداوند کریم کی بارگاہ میں عرض کریں

گے کہ خداوند کریم! میرا جی چاہتا ہے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی زیارت کروں۔ حکم ہوگا کہ جاؤ۔ حضرت جبریل علیہ السلام عرض کریں گے کہ بغیر کسی ہدیہ اور تحفہ کے خالی ہاتھ کیسے جاؤں؟ حکم باری ہوگا کہ ایسا تحفہ لے کر ان کی خدمت میں جاؤ جو انہیں زیادہ مرغوب اور بیحد پسند ہے۔ حضرت جبریل عرض کریں گے وہ کون سا تحفہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ان کی امت میں سے ایک گنہگار دوزخ میں ہے، اس کو لے جاؤ، مگر پہلے ان سے دریافت کر لینا، اگر وہ فرمائیں تو لے جانا۔ یہ فرمان سن کر جبریل علیہ السلام دوزخ میں جائیں گے اور دیکھیں گے کہ بہت سے لوگوں کو عذاب ہو رہا ہے کہ وہ جل کر کوئلہ کی طرح سیاہ ہو گئے ہیں، زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک شخص ایسا ہے جس کا چہرہ، ہاتھ اور پاؤں سفید ہیں۔ جبریل علیہ السلام اس سے پوچھیں گے کہ تو کون ہے اور کس نبی کی امت سے ہے؟ وہ شخص حضور پرنور ﷺ کا نام مبارک تک بھول گیا ہوگا، کہے گا افسوس کہ مجھے اپنے مقدس نبی کا نام تک نہیں معلوم اور سجدہ میں گر کر زار و قطار روئے گا اور حضرت جبریل علیہ السلام کے پاؤں کو بوسہ دے گا اور کہے گا " اے بندۂ خدا! مجھے عذاب برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے، خدا کے واسطے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری شفاعت کر دے۔ جبریل علیہ السلام فرمائیں گے کہ تو اپنے نبی کا نام نہیں جانتا، یہ بتاؤ کہ تو خدائے تعالیٰ کی کیا عبادت کرتا تھا؟ وہ کہے گا کہ ہم ایک ماہ کے روزے رکھتے تھے اور روزانہ پانچ نماز پڑھتے تھے۔ تب جبریل علیہ السلام فرمائیں گے کہ تمہارے نبی کا نام نامی اسم گرامی "محمد"، ﷺ ہے۔ وہ شخص یہ مبارک نام سن کر پکار اٹھے گا "میرے محمد، میرے احمد، میرے نبی، میرے شفیع! جبریل علیہ السلام فرمائیں گے " تم اپنے نبی پاک کا نام نہ بھولنا، میں تمہارے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں تمہارے متعلق عرض کروں گا،، جب سرکار کی بارگاہ میں حضرت جبریل حاضر ہوں گے تو پیارے آقا علیہ السلام فرمائیں گے " جبریل! کیا تحفہ لائے ہو؟

جبریل علیہ السلام عرض کریں گے حضور! آپ کا ایک امتی دوزخ میں ہے، اگر حکم ہو تو میں اسے حاضر خدمت کر دوں؟ غمخوار امت، شفیع عاصیاں صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اٹھیں گے اور فرمائیں گے ''جب تک میرا امتی جنت میں نہ آجائے میں جنت میں داخل نہ ہوں گا،، جبریل علیہ السلام جلدی سے دوزخ میں جائیں گے تاکہ اس شخص کو لاکر بارگاہ مصطفوی میں حاضر کر دیں۔ مگر وہ شخص دوزخ میں کہیں نہیں ملے گا۔ جبریل علیہ السلام رب العزت کی بارگاہ میں عرض کریں گے مولیٰ! وہ شخص کہاں غائب ہو گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ''اے جبریل! وہ شخص فلاں جنگل میں، فلاں پہاڑ کے نزدیک غار میں ہے۔ کیوں کہ نماز چھوڑ دینے والے کا دوزخ میں وہی مقام ہے،، چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام جہنم کی تہہ میں جاکر مقام مذکور میں پائیں گے۔ وہ شخص اس وقت وہاں ''یا حنان، یا منان،، کہہ رہا ہوگا۔ اور آگ اس کو کچھ نہ کرے گی۔ جبریل علیہ السلام فرمائیں گے تیرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو بلا رہے ہیں،، یہ سنتے ہی وہ شخص خوشی کے مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے گا اور جلدی سے جبریل علیہ السلام کے ساتھ چل پڑے گا اور کہے گا کہ جبریل! مجھ کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس روسیاہی کے ساتھ جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

الغرض: جبریل علیہ السلام اس کو دوزخ سے نکال کر جنت کی طرف لے چلیں گے۔ جب جنت کے قریب پہنچیں گے تو شفیع عاصیاں احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء ان کے لئے تشریف فرما ہوں گے۔ وہ شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دے گا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ کس گناہ کی وجہ سے تو عذاب میں مبتلا رہا؟ تو وہ شرماتے ہوئے عرض کرے گا کہ مجھ سے ایک وقت کی نماز قصداً فوت ہو گئی تھی، جس کی وجہ سے پچاس ہزار سال دوزخ میں رہا۔ (انیس الجلیس ص ۱۲۱۔ ۱۲۳ مطبوعہ دہلی)

اللہ اکبر! یہ ہے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت عاصی پر رحمت و شفقت کہ ایک

وقت کی قصداً نماز کا تارک عذاب دوزخ میں مبتلا ہے، پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہوتا ہے اور آپ اس امت کی شفاعت فرما کر دوزخ کی آگ سے نکال کر جنت میں داخل کرواتے ہیں۔ اور کیوں نہ ہو! آپ کی شفاعت تو گنہگاروں کے لئے ہے۔

جب آ گئی ہیں جوش رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

مشکلات سے نجات دینے والے خاص اعمال:

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ "میں نے گذشتہ رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔

☆ میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لئے آیا لیکن اپنے والدین کے ساتھ اس کی نیکی نے اسے واپس لوٹا دیا۔

☆ اپنے ایک امتی کو دیکھا جسے عذاب قبر نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا، لیکن اس کا وضو آیا اور اسے بچا لیا۔

☆ اپنے ایک امتی کو دیکھا جسے شیطان وحشت زدہ کر رہا تھا، لیکن ذکر الٰہی نے اس کو اس سے رہائی دلوائی۔

☆ اپنے ایک امتی کو دیکھا جسے عذاب کے فرشتے گھیرے ہوئے تھے، لیکن اس کی نماز اس کے پاس آئی اور ان سے بچا لیا۔

☆ میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا جو پیاس کے باعث بلک رہا ہے، جب بھی حوض پر جاتا ہے اسے روک دیا جاتا ہے تو اس کا روزہ اس کے پاس آتا ہے اور اسے سیراب کر دیتا ہے۔

☆ میں نے ایک امتی کو دیکھا اس حال میں کہ انبیاء حلقوں میں بیٹھے ہوئے ہیں

، جب بھی وہ کسی حلقہ میں جانے کی کوشش کرتا اسے دھتکار دیا جاتا، چنانچہ اس کا غسل جنابت اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر میرے پہلو میں بیٹھا دیا۔

☆ میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا، جس کے آگے پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر نیچے تاریکی ہی تاریکی ہے، وہ اسی حیرانی و ششدر میں ہے، لیکن اس کا حج اور عمرہ اس کے پاس آئے اور اسے تاریکی سے نکال کر نور میں داخل کر دیتے ہیں۔

☆ میں نے اپنے ایک اور امتی کو دیکھا جو اہل ایمان کے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہے، لیکن وہ اس سے کلام نہیں کرتا، اتنے میں صلئہ رحمی آئی اور کہنے لگی اے گروہ مومنین! اس کے ساتھ گفتگو کرو، چنانچہ انہوں نے اس سے گفتگو کی۔

☆ میں نے ایک اور امتی کو دیکھا جو اپنے ہاتھوں سے اپنے چہرے سے آگ کے شعلے اور شرارے دور کرنا چاہ رہا تھا، اس کا صدقہ اس کے پاس آیا اور اس کے چہرے پر ڈھال اور سر پر سایہ بن گیا۔

☆ ایک اور اپنے امتی کو دیکھا کہ ہر طرف سے آگ کے فرشتوں نے اسے گھیر رکھا ہے، لیکن اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس کے پاس آتے ہیں اسے ان فرشتوں سے رہائی دلاتے ہیں اور اسے رحمت کے فرشتوں کے ساتھ ملا دیتے ہیں۔

☆ میں اپنے ایک امتی کو دیکھا جو گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہے، اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب ہے، اس کا حسن خلق آیا اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچا دیا۔

☆ اپنے ایک اور امتی کو دیکھا کہ اس کا نامہ اعمال اس کی بائیں جانب سے آ رہا ہے، لیکن اس کے خوف الٰہی نے وہ نامہ اعمال لیا اور اسے اس کی دائیں جانب کر دیا۔

☆ میں نے پنے ایک امتی کو دیکھا کہ اس کا میزان ہلکا ہے، اس کے آگے بھیجی ہوئی نیکیاں آئیں جن سے اس کے پلڑے بھاری ہو گئے۔

☆میں نے اپنے ایک امتی کو جہنم کے کنارے کھڑے ہوئے پایا لیکن اس کے پاس اس کا خوف خداوندی سے رونا آیا اور اس نے جہنم سے بچا لیا۔

☆میں نے اپنے ایک امتی کو آگ میں گرا ہوا پایا اتنے میں دنیا میں خشیت الٰہی کے باعث اس کے بہنے والے آنسو اس کے پاس آئے اور اسے آگ سے باہر نکال دیا۔

☆میں نے اپنے ایک امتی کو پل صراط پر لرزتے ہوئے اور ڈگمگاتے ہوئے دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن اس کے پاس آیا تو اسے سکون مل گیا۔

☆ایک امتی کو میں نے پل صراط پر کبھی رینگتے اور کبھی گھسیٹتے ہوئے دیکھا تو اس کا مجھ پر درود شریف پڑھنے نے اس کی دستگیری کی، اسے سیدھا کھڑا کر دیا اور وہ اس پر آسانی سے چلنے لگا۔

☆اور میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا جو جنت کے دروازے تک پہنچا تو اس پر تمام دروازے بند کر دیئے گئے لیکن لا الہ الا اللہ کی شہادت نے اس کے لئے دروازے کھلوا دیئے اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

(ابن کثیر ج ۲، روح البیان، التذکرہ فی احوال الموتیٰ وامور الآخرۃ ص ۲۴۰۔ ۲۴۲)

مسلمانو! دیکھا آپ نے کہ سر پر مصیبت کے بادل منڈلا رہے ہیں مگر دنیا میں کئے ہوئے اعمال صالحہ نے رب العلمین کی رحمتوں کو اپنی طرف متوجہ کروا لیا لہٰذا آپ کسی بھی عمل کو حقیر نہ جانے اور نیک عمل سے اپنے آپ کو آراستہ کر لیں تا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اطاعت اور اعمال صالحہ کے سبب اپنی رحمت کے چادر میں چھپا لے۔

پند و نصیحت:

مسلمانو! قرآن مقدس کی آیت کریمہ اور مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث طیبہ کی تلاوت سے آپ بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہوں گے کہ ان لوگوں کیا حشر ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے تیار کردہ جہنم کے کیسے ہولناک و دردناک عذاب میں گرفتار ہوں

گے جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان نہیں رکھتے ،پیغمبر اعظم محمد عربی ﷺ کو جھٹلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کرتے ہیں ،اس ذات واحد کیساتھ شرک و کفر کرتے ہیں، وقوع قیامت اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں، کفر و نفاق اور باطل عقائد رکھتے ہیں،صوم وصلاۃ ، حج و زکوۃ، حقوق اللہ و حقوق العباد کی پرواہ نہیں کرتے ہیں،غرور وسرکشی اور نام ونمود کی راہ اختیار کرتے ہیں، پاک باز عورتوں پر تہمت دھرتے ہیں،یتیموں کا مال ہڑپ کر لیتے ہیں اور فسق وفجور میں اپنے اوقات ضائع کر دیتے ہیں ۔خواہشات اور حق سے غافل کر دینے والی امیدوں کی پیروی کرتے ہیں ،گناہوں میں ملوث رہتے ہیں، نہ اپنی اور نہ اپنی اولاد کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں اور نہ ہی توبہ کی طرف سبقت کرتے ہیں ۔غرضیکہ ان اعمال بد اور گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں جن سے آخرت کی ابدی نعمتوں سے محرومی اور جہنم میں گرفتار عذاب کی سبیل ہموار ہوتی ہے۔ جہاں کفار ہمیشہ طرح طرح کے شدید عذاب میں رہیں گے اور گنہگار مسلمان سزا پانے کے بعد یا شفاعت انبیاء وصلحاء سے نکال لئے جائیں گے۔

لہٰذا اے پیارے اسلامی بھائیو! ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ڈریں، اس کے عذابوں سے اس کی پناہ طلب کریں ،ایمان و اسلام پر ثبات قدمی کی دعاء کریں ،اس کی بارگاہ میں گریہ وزاری کریں ،اس کی عبادت و اطاعت میں لگ جائیں اور ان رذیل وتباہ کن عملوں سے بچیں جن سے اللہ جبار وقہار کا غضب نازل ہو اور وہ عمل کریں جن میں اس کی اور اس کے رسول ﷺ کی رضا ہو۔صلحاء و علماء کی صحبت میں رہیں، شیطان و بدمذہبوں کی مخالفت کریں، ان کی معیت سے دور رہیں، ان سے اپنا تعلق منقطع اور حق کے پیروکار سے رشتہ مضبوط کریں۔عقائد اہل سنت و جماعت پر قائم رہیں، اسی پر بارگاہ الٰہی میں خاتمہ کی دعا کرتے رہیں کہ یہی سواد اعظم کا مسلک

ہے، اللہ تعالیٰ کا محبوب، تبلیغ رسالت کا مطلوب، مؤمنین کا مقصود اور ذریعہ نجات ہے۔

اے میرے عزیز بھائیو! ہم اللہ تعالیٰ کے گنہگار بندے ہیں، جب بھی ہم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے فوراً اشک ندامت بہائیں، اللہ تبارک وتعالیٰ سے عفوو درگزر کی بھیک طلب کریں، گناہوں سے توبہ کریں اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کریں، اسی غفار وستار، رحمٰن ورحیم کی ذات سے مغفرت کی امید رکھیں۔ اس کی رحمت سے مایوس نہ ہوں یقیناً اللہ غفار وکریم ہماری مغفرت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الزمر ۵۳)

ترجمہ: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

اور حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "اے میرے بندے! جب تک تو میری عبادت کرتا رہے گا اور میرے ساتھ اپنی امیدیں وابستہ رکھے گا میں تیری خطاؤں کو معاف کردوں گا۔ اے میرے بندو! اگر تو میرے پاس زمین بھر خطائیں لے کر آؤ گے اور شرک نہ کرو گے تو میں تجھے زمین بھر مغفرت عطا کروں گا"۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۱۵۴)

ایک اور حدیث قدسی میں ارشاد الٰہی ہے "جس شخص نے یہ یقین کرلیا کہ میں گناہوں کی بخشش پر قادر ہوں تو میں اس کے گناہوں کو معاف کردیتا ہوں اور کوئی پرواہ نہیں کرتا ہوں جب تک وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے"۔ (یعنی شرک کو معاف نہیں کرتا)۔

(المعجم الکبیر ج۱ ص۲۴۱)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

جو شخص سرتا پا گناہوں میں ڈوبا ہوا ہو، جب اس کے دل میں توبہ کا خیال پیدا ہو تو شیطان اس سے کہتا ہے کہ تمہاری توبہ کیسے قبول ہوسکتی ہے؟ وہ (یہ کہہ کر) اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کر دیتا ہے، تو اس صورت میں ضروری ہے کہ مایوسی کو دور کر کے امید رکھے اور اس بات کو یاد کرے کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخشنے والا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ کریم ہے جو بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے، نیز توبہ ایسی عبادت ہے جو گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِؕ-اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًاؕ-اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَ اَنِیْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ ۔ (زمر: ۵۳،۵۴)

ترجمہ: تم فرماؤ: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔ (کنزُ العرفان)

تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف رجوع (یعنی توبہ) کرنے کا حکم دیا۔

اور ارشاد فرمایا:

"وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى"

(طٰہٰ: ۸۲)

ترجمہ:: اور بیشک میں اس آدمی کو بہت بخشنے والا ہوں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیا پھر ہدایت پر رہا۔ (کنزُ العرفان)

تو جب توبہ کے ساتھ مغفرت کی توقع ہو تو ایسا شخص امید کرنے والا ہے اور اگر گناہ پر اِصرار کے باوجود مغفرت کی توقع ہو تو یہ شخص دھوکے میں ہے۔ جیسے ایک شخص

بازار میں ہو اور اس پر جمعہ کی نماز کا وقت تنگ ہو جائے، اب اس کے دل میں خیال آئے کہ وہ نمازِ جمعہ کے لئے جائے لیکن شیطان اس سے کہتا ہے کہ تم جمعہ کی نماز نہیں پا سکتے لہٰذا یہاں ہی ٹھہرو، لیکن وہ شیطان کو جھٹلاتے ہوئے دوڑ جاتا ہے اور اسے امید ہے کہ نمازِ جمعہ پالے گا تو یہ شخص امید رکھنے والا ہے۔ اور اگر وہ شخص کاروبار میں مصروف رہے اور یہ امید رکھے کہ امام میرے یا کسی اور کے لئے درمیانے وقت تک انتظار کرے گا یا کسی اور وجہ سے منتظر رہے گا جس کا اسے علم نہیں ہے تو یہ شخص دھوکے میں مبتلا ہے۔

(احیاء علوم الدین ۳ / ۴۳۷ بحوالہ تفسیر صراط الجناج)

بندۂ عاجز کی دعا رب قدیر کے حضور:

اے میرے اللہ! ہم گنہگار سیاہ کار ہیں، بدعمل وعصیاں شعار ہیں، نیکیوں سے ہمارے دامن خالی ہیں، کوئی حسن عمل پاس نہیں، میرے مولیٰ! اپنے سحاب رحمت کے باراں سے ہمارے دلوں کی کدورت کو دھو دے۔ ہماری خطاؤں ولغزشوں کو درگزر فرما دے، برے اعمال اور بروں کی صحبت سے دور رکھ، مولیٰ! تو ہی مالک روز جزا ہے، قیامت کے دن ہماری لاج رکھنا، مولیٰ! میدان محشر ہم سے گنہگار کو ندامت وشرمندگی سے بچانا، مولیٰ! جہنم کی ہولنا کیوں سے نجات عطا فرما، مولیٰ! کل میدان محشر میں جب نفسی نفسی کا عالم ہو تو پیارے مصطفیٰ شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میرے حق میں قبول فرمانا، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کرم میں پناہ دینا مولیٰ!۔ میرے معبود! حسن عمل کی توفیق دے، آفات و بلیات سے امان میں رکھ، تمام مسلمانان اہل سنت کی جان ومال کی حفاظت فرما، اسلام کے بدخواہوں کو ہدایت دے، یہود و نصاریٰ کی سازش سے مسلمانوں کو محفوظ رکھ۔ یا اللہ! اسلام و ایمان والی زندگی عطا فرما۔ ایمان پر خاتمہ کی توفیق دے، ہماری اور تمام مسلمانو کی مغفرت فرما۔ ہمارے والدین، اساتذہ، برادران اور تمام خویش واقارب بالخصوص پیر طریقت، فاتح نیپال مرشدی مفتیٔ اعظم

مفتی جیش محمد صدیقی، برکاتی مدظلہ العالی کی عمر وعلم وعمل میں بے پناہ برکتیں نازل فرما اور ان کے فیوض وبرکات سے ہمیں فیضیاب فرما آمین !اے میرے مولیٰ !اپنے دریائے رحمت ومغفرت کے چند قطرے عطا فرما۔

قطرۂ چند از گنہ گرشد پدید
در چناں دریا کجا آید پدید
نہ گر دد تیرۂ آں دیا زمانے
دلے روشن شو د کار جہانے

اللھم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً و لا یغفر الذنوب الا انت فا غفرلی مغفرۃ من عندك وارحمنی (وجمع المسلمین)انك انت الغفور الرحیم .اٰمین ! (بخاری ج۹ص۱۴۴)

سبحان ربك رب العزۃ عما یصفون و سلا م علی المرسلین ,والحمد للہ رب العٰلمین . (الصفت پ۲۳ع۱۸۰۔۱۸۲)

گدائے مصطفیٰ ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی، برکاتی عفی عنہ
(تاراپٹی،جنکپوردھنوشہ(نیپال)
استاذ جامعہ غوثیہ غریب نواز کھجرانہ،اندور(ایم پی)
دوشنبہ ۵ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۶اگست ۲۰۱۰ء
email id:-abdussalamamjadi@gmail.com